عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

INTERNATIONAL URDU WEEKLY
KHATM-E-NUBUWWAT
KARACHI PAKISTAN

ہفت روزہ ختم نبوۃ

جلد نمبر ۲۰ | ۵ تا ۱۱ ذیقعدہ ۱۴۲۲ھ بمطابق ۱۸ تا ۲۴ جنوری ۲۰۰۲ء | شمارہ نمبر ۳۵

اسلام کا پانچواں رکن

قادیانیوں کی تفسیری طبع آزمائیاں

میں نے قادیانیت کیوں چھوڑی؟

محمد ولی الدین صاحب کے تاثرات

توضیح و تشریح
الکریم جل جلالہ

Email: editorkn@yahoo.com
Website: http://www.khatme-nubuwwat.org

بقر عید کے دنوں میں تکبیرات تشریق کا حکم:

س:...... تکبیرات تشریق کب پڑھی جائے؟

ج:...... ذی الحجہ کی نویں تاریخ کی صبح سے تیرہویں تاریخ کی عصر تک ہر نماز فرض کے بعد ہر بالغ مرد اور عورت پر تکبیرات تشریق واجب ہیں۔ تکبیر تشریق یہ ہے کہ ہلکی بلند آواز سے یہ کلمات پڑھے: "اللہ اکبر، اللہ اکبر، لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر، اللہ اکبر وللہ الحمد"

کیا جمعہ کی عید مسلمانوں پر بھاری ہوتی ہے؟

س:...... گزشتہ چند روز سے یہ مسئلہ زیر بحث تھا کہ جمعہ کی عید حاکم پر یا عوام پر بھاری گزرتی ہے؟

ج:...... قرآن و حدیث یا اکابر کے ارشادات سے اس خیال کی کوئی سند نہیں ملتی۔ اس لئے یہ خیال محض غلط تو ہم پرستی ہے، جمعہ بجائے خود عید ہے اور اگر جمعہ کے دن عید بھی ہو تو گویا "عید میں عید" ہوگی۔ خدا نہ کرے کہ کبھی عید بھی مسلمانوں کے لئے بھاری ہونے لگے۔

عید میں غیر مسلم سے عید ملنا کیسا ہے؟

س:...... عید میں اگر ایک خاص غیر مسلم فرقہ کے افراد عید ملنے کے لئے ہماری طرف بڑھیں تو کیا ان سے عید مل سکتے ہیں؟

ج:...... عید ملنا علامت ہے دوستی کی اور دوستی اللہ کے دشمنوں سے حرام ہے کیونکہ دشمن کا دوست بھی دشمن ہوتا ہے۔

عیدی کی رسم:

س:...... عید کے دن عیدی کی رسم جائز ہے یا نہیں؟ اور کیا دینے والے کو گناہ تو نہیں ہوگا؟

ج:...... عید کے روز اگر عیدی کو اسلامی عبادت یا سنت نہیں سمجھا جاتا محض خوشی کے اظہار کے لئے ایسا کیا جاتا ہے تو کوئی حرج نہیں۔

ڈیڑھ سو گھروں والے گاؤں میں نماز جمعہ:

س:...... ایک گاؤں جس کی آبادی تقریباً ڈیڑھ سو گھروں پر مشتمل ہے چار دکانیں ہیں جس میں ضرورت کی چیزیں دستیاب ہیں مثلاً گھی، اناج، چینی، کپڑا وغیرہ یہ گاؤں گلیوں اور راستوں پر بھی مشتمل ہے نیز اس گاؤں میں سولہ سال سے جمعہ کی نماز ہوتی رہی کیا ازروئے شرع اس میں جمعہ کی نماز جائز ہے کہ نہیں؟

ج:...... یہ گاؤں شہر یا قصبہ کے حکم میں نہیں۔ اس لئے حضرت امام ابوحنیفہؒ کے مسلک پر اس میں جمعہ جائز نہیں۔

جنگل میں جمعہ کی نماز کسی کے نزدیک صحیح نہیں:

س:...... مولانا صاحب ہم یہاں ابوظہبی شہر سے تقریباً بیس کلومیٹر دور جنگل میں کام کرتے ہیں، یہاں اور بھی کافی کمپنیاں ہیں لیکن یہاں پر نہ بازار ہے اور نہ مستقل کوئی آبادی ہے تو کیا ایسی جگہ پر جمعہ کی نماز ہوتی ہے، جہاں پر کوئی بازار یا شہر نہ ہوں؟ جیسا کہ آپ نے پہلے ایک دفعہ لکھا تھا کہ جہاں بازار نہیں ہوتا وہاں جمعہ کی نماز نہیں ہوتی۔ جبکہ ہم یہاں پر باقاعدہ جمعہ کی نماز پڑھتے ہیں، مولانا صاحب قرآن و سنت کی روشنی میں جواب دیں کہ ہمارا جمعہ ہوتا ہے کہ نہیں؟

ج:...... جنگل میں کسی کے نزدیک جمعہ نہیں ہوتا، آپ جمعہ کے بجائے ظہر کی نماز پڑھا کریں۔

جیل خانہ میں نماز جمعہ ادا کرنا:

س:...... جیل خانہ کے اندر نماز جمعہ ہوتی ہے یا نہیں؟

ج:...... ہمارے امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک جمعہ کے صحیح ہونے کے لئے جہاں اور شرطیں ہیں وہاں "اذن عام" بھی شرط ہے۔ یعنی جمعہ ایسی جگہ ہوسکتا ہے جہاں پر خاص و عام کو آنے کی اجازت ہو اور ہر مسلمان اس میں شرکت کرسکے۔ جیل میں اگر یہ شرط پائی جائے تو جمعہ صحیح ہوگا ورنہ نہیں۔ یہ مسئلہ تو عام کتابوں میں لکھا ہے لیکن حضرت مولانا مفتی محمودؒ فرماتے تھے کہ جیل میں جمعہ جائز ہے اور وہ اس کے لئے فقہ کی کتاب کا حوالہ بھی دیتے تھے جو مجھے مستحضر نہیں، خود مفتی صاحب مرحوم کا عمل بھی جیل میں جمعہ پڑھنے کا تھا۔

جس مسجد میں پنجگانہ نماز نہ ہوتی ہو اس میں جمعہ ادا کرنا:

س:...... ہمارے علاقے کشمیر میں دو جامع مسجد موجود ہیں جن میں امام مقرر بھی ہیں۔ لاؤڈ اسپیکر وغیرہ سب کچھ موجود ہے لیکن ان مسجدوں میں نہ تو پانچ وقت کی اذان ہوتی ہے اور نہ ہی جماعت، صرف جمعہ کی نماز ہوتی ہے۔ لوگ اصرار کرتے ہیں لیکن امام صاحب پانچ وقت کی نماز نہیں پڑھاتے، کیا ایسی مسجد میں جمعہ کی نماز ہوجاتی ہے؟ اور کیا ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے جو کہ پانچ وقتہ نمازیں مسجد میں نہ شروع کرائے؟ اور کیا مقتدیوں کا یہ کہنا درست نہیں کہ پانچ وقتہ نماز شروع کرائی جائے؟

ج:...... جمعہ کی نماز تو صحیح ہے لیکن اگر امام پنجگانہ نمازیں نہ پڑھائے تو اہل محلہ کا فرض ہے کہ ایسے امام کو برطرف کردیں اور کوئی ایسا امام تجویز کریں جو پانچ وقت کی نماز پڑھایا کرے۔ مسجد میں پانچ وقت کی اذان و جماعت مسجد کا حق ہے اور اس حق کو ادا نہ کرنے کی وجہ سے تمام اہل محلہ گناہ گار ہیں۔

http://www.khatme-nubuwwat.org

ہفت روزہ ختم نبوۃ

مدیر اعلیٰ: مولانا عزیز الرحمن جالندھری
نائب مدیر اعلیٰ: مولانا مفتی محمد جمیل خان
مدیر: مولانا اللہ وسایا

سرپرست اعلیٰ: حضرت خواجہ خان محمد مدظلہ
سرپرست: حضرت سید نفیس الحسینی مدظلہ

جلد: ۲۰ ۱۵ تا ۲۱ ذیقعدہ ۱۴۲۲ھ بمطابق ۱۸ تا ۲۴ جنوری ۲۰۰۲ء شمارہ ۳۵

☆ بیاد ☆

☆ امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
☆ خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
☆ مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
☆ مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
☆ محدث العصر مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
☆ فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
☆ شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
☆ امام اہل سنت حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ
☆ حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
☆ مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

مجلس ادارت

مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر، مولانا عبدالرحیم اشعر، مفتی نظام الدین شامزئی، مولانا نذیر احمد تونسوی، مولانا سعید احمد جلال پوری، علامہ احمد میاں حمادی، مولانا منظور احمد الحسینی، صاحبزادہ طارق محمود، مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی، مولانا محمد اشرف کھوکھر

سرکولیشن منیجر: محمد انور رانا، ناظم مالیات: جمال عبدالناصر شاہد
قانونی مشیران: حشمت حبیب ایڈووکیٹ، منظور احمد ایڈووکیٹ
ٹائٹل و تزئین: محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان

فہرست

علماء کرام اور موجودہ حالات!! (اداریہ) 4
توضیح و تشریح الکریم جل جلالہ (مولانا محمد اشرف کھوکھر) 6
اسلام کا پانچواں رکن (حضرت مولانا ابوالکلام آزادؒ) 9
میں نے قادیانیت کیوں چھوڑی (جناب محمد ولی الدین صاحب) 14
قادیانیوں کی تفسیری طبع آزمائیاں (حافظ ہارون الرشید) 16
مرزا قادیانی کے عقائد باطلہ (قاری محمد عثمان منصور پوری صاحب) 21
اخبار ختم نبوت 27

زر تعاون بیرون ملک

امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا: ۱۹۰ ڈالر
یورپ، افریقہ: ۱۶۰ ڈالر
سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۹۰ امریکی ڈالر

زر تعاون اندرون ملک

فی شمارہ: ۷ روپے
ششماہی: ۱۶۵ روپے
سالانہ: ۳۵۰ روپے

چیک یا ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت الائیڈ بینک ایم اے جناح روڈ اکاؤنٹ نمبر 300487-9 کراچی پاکستان ارسال کریں

لندن آفس:
35, Stockwell Green,
London, SW9 9HZ U.K.
Ph: 0207-737-8199

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ ملتان
فون: ۵۱۴۱۲۲-۵۸۳۴۸۶ فیکس: ۵۴۲۲۷۷
Hazoori Bagh Road, Multan.
Ph:583486-514122 Fax:542277

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی فون: ۷۷۸۰۳۳۷ فیکس: ۷۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A. Jinnah Road, Karachi
Ph:7780337 Fax:7780340

ناشر: عزیز الرحمن جالندھری طابع: سید شاہد حسن مطبع: القادر پرنٹنگ پریس مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

اداریہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

علمائے کرام اور موجودہ حالات

امارات اسلامی افغانستان پر ظالمانہ کارروائی کے بعد جو حالات مستقبل میں نظر آ رہے ہیں اس نے ہر ذی شعور شخص کو گہری فکر میں مبتلا کیا ہوا ہے۔ دہشت گردی میں ملوث ہونے اور دہشت گردوں کی سرپرستی کرنے کے عنوان سے امریکہ' اس کے اتحادی اور دیگر اسلام دشمن عناصر جو پروگرام پیش نظر رکھے ہوئے ہیں اور جس طرح دیندار طبقہ کے خلاف مذموم پروپیگنڈہ کیا جا رہا ہے اور ان کے خلاف کارروائیوں کے آغاز کی باتیں ہو رہی ہیں وہ اب کسی سے مخفی نہیں۔ امارات اسلامی افغانستان' طالبان اور مجاہدین کے خلاف ظالمانہ کارروائیوں کے فوراً بعد دینی مدارس اور مذہبی جماعتوں کے خلاف جس طرح مذموم مہم شروع کی گئی' ماڈل مدارس آرڈی نینس کے عنوان سے مدارس کی آزادی پر جس طرح شب خوں مارنے کی کوشش کی گئی' پاکستان میں مجاہدین کے خلاف جس طرح گرفتاریوں کا آغاز کیا گیا' فرقہ وارانہ تنظیموں کے خلاف جس طرح کریک ڈاؤن کی باتیں شروع ہوئیں وہ اگرچہ متوقع تھیں مگر ملکی انتظامیہ سے یہ امید نہیں تھی کہ وہ اتنی جلدی اپنے ہی ملک کی نظریاتی سرحدات پر حملہ آور ہو جائے گی' اگرچہ انہی خدشات کے پیش نظر ملک کے اکابر علمائے کرام اور مشائخ عظام نے اس طرف فوری توجہ کرنے کے لئے ملک بھر کے علمائے کرام کو متوجہ کرنے اور انہیں ان اہم مسائل کا حل سوچنے کی طرف توجہ دلائی تھی اور غور وفکر کے ساتھ مستقبل کے حالات کا مقابلہ کرنے کے لئے متفقہ لائحہ عمل کی تیاری کی ضرورت پر زور دیا تھا۔

اس سلسلے میں ملک کے تمام مقتدر علمائے کرام' دینی مدارس کے ارباب اہتمام اور دینی جماعتوں کے قائدین کی علمائے کونسل کے رہنماؤں سے تفصیلی ملاقاتوں کے بعد یہی محسوس کیا گیا کہ مقتدر علمائے کرام کی ایک مشاورت کی جائے' اگرچہ ان ملاقاتوں کے دوران بعض علمائے کرام نے بتایا کہ ماڈل دینی مدارس آرڈی نینس کے سلسلے میں صدر جنرل پرویز مشرف اور وفاقی وزیر مذہبی امور ڈاکٹر محمود احمد غازی نے یہ وضاحت کی ہے کہ یہ آرڈی نینس صرف ماڈل مدارس کے لئے ہے اور اس کے ذریعہ عام دینی مدارس کی آزادی پر کوئی قدغن نہیں لگائی جائے گی مگر ملک میں کام کرنے والی مذہبی جماعتوں کے قائدین کا یہ مؤقف تھا کہ ملکی انتظامیہ نے بھارتی حملے کے خدشے کے پیش نظر ہوسکتا ہے فی الحال اپنے پروگرام کو مؤخر کر دیا ہو مگر مدارس کو سرکاری کنٹرول کے تحت لانے کا انتظامیہ کا فیصلہ بہرحال ملتوی نہیں ہوا۔ علمائے کرام' دینی مدارس اور مذہبی جماعتوں کے خلاف حکومتی مؤقف روز بروز سخت سے سخت تر ہوتا جا رہا ہے۔ موجودہ حالات نے بھی ممتاز مذہبی جماعتوں کے قائدین کے مؤقف کی تائید کر دی ہے اور جس طرح جہادی تنظیموں اور فرقہ وارانہ تنظیموں کی آڑ میں گرفتاریوں کا سلسلہ شروع ہوا ہے اس سے یہ قوی اندیشہ ہے کہ دینی مدارس کے خلاف کارروائی کا بھی آغاز کر دیا جائے گا۔

اس سلسلے میں بعض مذہبی جماعتوں کے قائدین کی رائے یہ ہے کہ انتظامیہ پہلے دینی مدارس اور مذہبی حلقوں کے درمیان اختلاف پیدا کرے گی اور مدارس کے درمیان تفریق پیدا کرے گی' اول فرقہ واریت اور جہاد کے عنوان سے چھاپے مارے جائیں گے اور پھر مدارس اور علمائے کرام کے خلاف عمومی کارروائیوں کا آغاز ہوگا۔ اطلاعات یہ بھی ہیں کہ امریکہ نے دینی مدارس کے خلاف کام کرنے کے لئے ایک بہت بڑی رقم مہیا کی ہے۔ بہرحال ان تمام حالات کے پیش نظر اس وقت ضرورت اس بات کی ہے کہ علمائے کرام بہت ہی غور وفکر کر کے موجودہ حالات کے پیش نظر ایک بہترین اور متفقہ لائحہ عمل

طے کریں اور ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں ناکامی کے بعد جس طرح علماء کرام نے تعلیمی سلسلے کا آغاز کر کے امت مسلمہ کے ایمان کی حفاظت کی تھی' آج چونکہ پھر وہی صورت حال درپیش ہے اور مسلمانوں کے ایمان کو سخت خطرات لاحق ہو گئے ہیں' ہر طرف مایوسی کی کیفیت ہے' خوف و ہراس طاری ہے' مدارس اور علماء کرام غیر محفوظ ہو چکے ہیں' یہ صورت حال اتنی خطرناک ہے کہ ہندوستان تک دھمکیاں دینے پر اتر آیا ہے۔ اس صورت حال کا ادراک کر کے علماء کرام کو ایک بہترین پالیسی اختیار کرنی چاہئے اور مسلک حقہ علماء دیوبند کو ایک متفقہ پلیٹ فارم سے دینی و اجتماعی کاموں کا آغاز کرنا چاہئے' اس سلسلے میں ملک کے اکابر علماء کرام اور بزرگانِ دین کے حکم پر علماء کونسل اور دیگر علماء کرام کا ایک خصوصی اجلاس علماء کی مشاورت سے منعقد کرنے کی صورت سامنے آئی ہے۔ اس اجلاس میں مدعو علماء کرام سے درخواست ہے کہ اس اجلاس میں بھرپور طور پر شرکت بھی کریں اور موجودہ حالات کے مطابق بہترین لائحہ عمل بھی وضع کریں۔ اللہ تعالیٰ علماء کرام' دینی مدارس اور مذہبی حلقوں کی حفاظت فرمائے۔ (آمین)

پاکستان کے خلاف قادیانیوں کی شرانگیزیاں

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا شروع ہی سے یہ مؤقف رہا ہے کہ قادیانیوں کا اسرائیل اور بھارت سے خفیہ گٹھ جوڑ رہا ہے اور پاکستان کو اکھنڈ بھارت بنانے کے لئے مرزا بشیر الدین محمود نے کئی سال کوششیں کیں۔ ۱۹۵۱ء میں پاکستان کو ختم کرنے کے منصوبے بنائے۔ ۱۹۶۵ء کی جنگ میں جب پورے ملک میں سرکاری حکم پر بلیک آؤٹ کیا جاتا تھا تو ملکی قانون کی خلاف ورزی کرتے ہوئے چناب نگر (ربوہ) میں بلیک آؤٹ نہیں کیا جاتا تھا۔ سرگودھا اور کھاریاں وغیرہ کی خفیہ نشاندہی کے لئے کئے گئے بعض اشارات پکڑے بھی گئے تھے۔ ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی نے پاکستان کا ایٹمی پلان' اس کے نقشے اور ایٹم بم کا نمونہ تک امریکہ کو پہنچا دیا تھا جس پر اس کو نوبل انعام بھی ملا تھا' ظفر اللہ قادیانی نے پاکستان کو تباہ کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ ۱۹۷۱ء میں مشرقی پاکستان کو ہندوستان کے حوالہ کرنے کے لئے ایم ایم احمد قادیانی نے پلان تیار کیا اور اس کا منصوبہ کامیاب ہوا' اور مشرقی پاکستان میں ۹۰ ہزار پاکستانی افواج کو ہتھیار ڈالنا پڑے۔ مشرقی پاکستان بنگلہ دیش بنا۔ ہندوستان میں مسلمانوں کا قتل عام کیا گیا۔ موجودہ حالات میں جس طرح پوری دنیا مسلمانوں کو ختم کرنے کے درپے ہے ان حالات سے فائدہ اٹھا کر ہندوستان نے پاکستان کو دھمکیاں دینی شروع کر دی ہیں اور جنگ کی تیاری کر کے پاکستان پر حملہ آور ہونے کا ارادہ کر رہا ہے' اس وقت میں قادیانیوں کے ایک سرکردہ لیڈر اور پاکستانی فضائیہ کے سابق سربراہ ظفر چوہدری نے ہندوستان کی حمایت شروع کر دی ہے اور لاہور میں ایک تقریب میں واضح طور پر کہا ہے کہ: ''پاکستان نے سرینگر اور اس کی پارلیمنٹ پر حملہ کر دیا۔'' اس بیان کا مقصد دنیا کو پاکستان کے خلاف حملہ کرنے کے لئے تیار کرنا ہے' اس بنا پر ہم حکومت پر واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ قادیانیوں کی سرگرمیوں پر کڑی نگاہ رکھی جائے تاکہ پھر مشرقی پاکستان کی تاریخ نہ دہرائی جائے اور کہیں قادیانی موجودہ حالات سے فائدہ اٹھا کر اسرائیل اور ہندوستان کی امداد نہ کریں اور مشرقی پاکستان جیسے حالات پیدا کر کے پاکستان کے لئے مشکل حالات پیدا نہ کریں۔ ظفر چوہدری کا بیان خطرے کی گھنٹی ہے اور اس کی ہر شخص کو مذمت کرنی چاہئے۔ پاکستان کے وکلاء قابل تحسین ہیں کہ انہوں نے ظفر چوہدری کے اس بیان کی پرزور مذمت کی۔ اس وقت پاکستانی حکومت کو چاہئے کہ وہ قادیانی کارندوں پر نظر رکھے تاکہ وہ پاکستان کو کوئی نقصان نہ پہنچا سکیں' اب بھی وقت ہے۔ اگر اس وقت بھی ہماری آنکھیں نہ کھلیں تو پھر ملک کا خدا ہی حافظ ہے۔

☆☆..........☆..........☆☆

توضیح و تشریح الکریم جل جلالہ

کریم کا لغوی معنی سخی فیاض مہربان اور بخشنے والا ہے۔

الکریم ﷻ اللہ تعالیٰ کا ایک صفاتی نام ہے۔

"کریم" وہ ہے جو بن مانگے دے "جواد" وہ ہے جو دے کر خوش ہو اور "سخی" وہ ہے جو مانگے سے دے اور سخاوت کا سب سے ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ دے اور دے کر ملول ہو یا مجبوراً دے یا شہرت اور ریاکاری کے لئے دے۔ الکریم ﷻ وہ ہے جو بغیر مانگے دیتا ہے کرم کے معنی عظمت شرف عزت اور جود و سخا کے بھی ہیں۔ کریم وہ ہے جس کے خزانے میں کبھی کمی نہیں آئے گی بلاحساب و بلاسوال دینے والی ذات۔ بے شک اللہ تعالیٰ جملہ معانی کے اعتبار سے کریم ہے اور وہی رحم و کرم سخاوت و فیاضی اور مہربانی کرنے والا ہے۔ انسان نے اللہ تعالیٰ سے زندگی نہیں مانگی میں نے آپ نے اور ہم سب نے اپنی مادر مہربان کے شکم میں آنے سے پہلے اللہ تعالیٰ سے زندگی نہیں مانگی تھی لیکن اس رحیم و کریم رب نے ہمیں بن مانگے زندگی جیسی نعمت عظمیٰ عطا فرمادی۔

ہمیں وجود بخشنے سے پہلے الکریم ﷻ نے ہمارے لئے اسباب و لوازمات زندگی مہیا فرمائے شکم مادر میں ضرورت کے مطابق ہمارے لئے انفرادی طور پر ہوا پانی اور مناسب غذا کا انتظام فرمایا۔ ایک مقررہ مدت کے بعد شکم مادر سے بچہ جب باہر آتا ہے تو حیوانات کے بچے اپنی جبلی خصوصیات کے مطابق اپنی غذا اور خوراک کے حصول کے لئے بہت کم مدت میں خود کفیل ہوجاتے ہیں لیکن انسان جو کہ احسن تقویم کا مصداق ہے اسے مہربان والدین الکریم ﷻ کی ودیعت کی ہوئی کریم النفسی کی وجہ سے انتہائی شفقت و محبت سے پرورش کرتے ہیں۔ دیکھئے کریم رب نے ضروریات و لوازمات زندگی کے لئے کتنا مربوط اور منظم نظام بنا رکھا ہے۔ زندگی کے لئے ہوا اور آکسیجن انتہائی ضروری ہیں پھر پانی آگ اور دیگر غذائی ضروریات جتنی اہم ہیں اتنی ہی رحیم و کریم رب نے ان کی فراوانی کر رکھی ہے۔

مولانا محمد اشرف کھوکھر

اللہ تعالیٰ کتنا بڑا جواد رب ہے کہ جو اس کی ربوبیت کو مانے اسے بن مانگے دیتا ہے اور جو اس کو نہ مانے اور اس کی جملہ صفات سے اعراض کرنے ہٹ دھرمی پر اتر آئے اور نفس و شیطان کے دھوکے میں رہے اس کے لئے بھی فیاض رب اپنی نعمتوں کے عطا کرنے میں بخل نہیں کرتا۔

ہوا کے بغیر انسان حیوانات اور شجر و نباتات کا زندہ رہنا بہت مشکل ہے۔ اس الکریم ﷻ نے کسی کو اجارہ دار نہیں بنایا بلکہ اس نعمت عظمیٰ کو وافر مقدار میں کرۂ ارض پر پھیلا دیا ہے تاکہ اس کو طاقتور انسان کمزوروں سے چھین کر صرف اپنے مفاد کے لئے ہی استعمال میں نہ لائیں بلکہ سبھی عالم و جاہل امیر و غریب طاقتور و ناتواں وغیرہ اسے بآسانی حاصل کرسکیں۔

الکریم ﷻ وہ ہے جس نے انسانوں کو ظاہری و باطنی نعمتوں سے نوازا ہے اور وہی غنی بھی ہے اور کریم بھی۔

نیند کا آنا یا انسان کا سونا ایک فطری اور جبلی ضرورت ہے جو خالق فطرت ہی نے انسانی فطرت میں ودیعت رکھی ہے۔ اگر نیند نہ آئے تو انسان کتنا پریشان ہوجاتا ہے۔ سونے کی حالت میں انسانی روح جسم عنصری سے مثل موت پرواز کرجاتی ہے لیکن اللہ تعالیٰ کتنا رحیم و کریم رب ہے کہ اسے دوبارہ انسانی جسم میں لوٹا دیتا ہے اور صبح سویرے بیدار ہوتے ہی فرمانبردار انسان اپنے رب کریم کی عبادات بجالانے کے بعد تلاش معاش میں مصروف ہوجاتے ہیں اور اپنے رب کا حکم نہ ماننے والے بھی تلاش رزق میں منہمک و محو ہوجاتے ہیں اور کریم رب سبھی کو رزق دیتا ہے۔ پرندے بھی اپنا رزق اٹھائے نہیں پھرتے۔ الکریم ﷻ نے کرۂ ارض پر ان کے لئے بھی رزق کی بہتات رکھ دی ہے جسے وہ حاصل کرتے ہیں۔

آگ بھی زندگی کے لئے اہم ضرورت تھی تو اللہ تعالیٰ نے یہ نعمت عظمیٰ اپنی شان کریمی سے سبز درختوں میں پوشیدہ رکھ دی۔ زمین کی تہوں میں جلنے والی گیس کو پوشیدہ رکھ دیا ہوا اور پانی کے ساتھ ساتھ آگ اور مٹی بھی جواد رب کی نعمتوں کی عمدہ نشانیاں ہیں۔ مٹی انسانی ضروریات میں سے بہت اہم ہے۔ اگر کرۂ ارض ہی نہ ہوتا تو یہ پہاڑ اور دریا یہ خوبصورت و حسین وادیاں یہ گل و گلشن یہ چرند پرند حیوانات و نباتات اور جمادات بھلا کیسے ہوتے؟

یہ آگ اور مٹی ہوا اور پانی
سبھی کچھ ہے اسی کی مہربانی

میں آپ اور ہم سب اپنی جسمانی نعمتوں ہی کا شمار نہیں کر سکتے' کتنے پیچیدہ نظام الکریم ﷻ نے ہمارے اندر جاری وساری کر رکھے ہیں' کسی بھی جسمانی نظام میں معمولی سا نقص واقع ہو جائے تو ہم دکھ درد اور تکلیف سے بلبلا اٹھتے ہیں' جسم کے اندر کی شکست و ریخت سے ہم پریشان ہو جاتے ہیں' قربان جائیے اس رب کریم کی شان کریمی پر کہ اس نے کمال مہربانی سے تمام نظام ہائے حیات کو مربوط و منظم انداز میں جاری وساری رکھا ہوا ہے۔

تمام جسمانی' روحانی' مادی و باطنی زندگی اور موت کے بعد کی زندگی' برزخی زندگی اور حشر ونشر کے بعد کی زندگی کی تمام نعمتیں جو ہماری حد و شمار سے باہر ہیں' ان سب کے باوجود انسان دنیا کی ملمع سازی میں منہمک ہو کر اپنے رب کریم کو بھول جاتا ہے' جسمانی اور روحانی ترقی کی بنیادوں کو بھول جاتا ہے' اسی لئے تو الکریم ﷻ نے اپنے آخری پیغمبر رسول آخرین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہونے والی آخری آسمانی کتاب میں فرمایا:

ترجمہ: "اے انسان! تجھے (آخر) کس چیز نے اپنے پروردگار کریم سے متعلق بھول میں ڈال رکھا ہے۔"

الکریم ﷻ نے اپنے عدل و انصاف کے تقاضوں کے مطابق آخرت میں اپنے نیک اور فرمانبردار بندوں کے لئے جنت بنا رکھی ہے جس کو رسول آخرین محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم نے سفر معراج میں دیکھا اور اللہ تعالیٰ نے اپنے برگزیدہ پیغمبر امام الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا مشاہدہ کروایا۔ اللہ کے فرمانبردار بندوں کے لئے وہاں وہ کچھ ہوگا جو ان نعمتوں کے ملنے سے پہلے نہ ہم دیکھ سکتے ہیں' نہ اس کے متعلق ہم گمان کر سکتے ہیں۔

ترجمہ: "تمہارے لئے وہاں وہ کچھ ہوگا جو تم چاہو گے اور جو کچھ تم طلب کرو گے۔"

وہ مقام ہے جہاں دنیا میں کئے گئے اعمال و افعال کے مطابق سرور ابدی ہوگا۔

اللہ تعالیٰ کریم ہے کہ اس نے محض اپنے فضل و کرم سے تمام مادی' روحانی و دنیا و آخرت کی نعمتیں انسان کو عطا کیں اور عطا کرے گا۔

الکریم ﷻ ہی نے خاتم الانبیا و رسل' رسول آخرین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اسوۂ حسنہ بنا کر تمام بنی نوع انسان کے لئے مبعوث فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ پر خلوص نیت سے عمل پیرا ہونا دارین کی فوز و فلاح کی ضمانت ہے۔

رسول آخرین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اخلاق کریمانہ کا مجموعہ تھے۔ حضرت حسنؓ فرماتے ہیں کہ مجھ سے حضرت حسینؓ نے کہا کہ میں نے اپنے والد حضرت علیؓ سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے اہل مجلس کے ساتھ طرز عمل دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا:

"آپ ہمیشہ خندہ پیشانی اور خوش خلقی کے ساتھ متصف رہتے تھے' آپ نرم مزاج تھے' نہ آپ چلا کر بولتے تھے' نہ فحش گوئی اور بدکلامی فرماتے تھے' نہ عیب گیر تھے کہ دوسروں کے عیب کریدیں' نہ زیادہ مبالغہ سے تعریف کرنے والے' نہ زیادہ مذاق کرنے والے' نہ بخیل تھے' آپ ناپسندیدہ بات سے اعراض فرماتے تھے' دوسرے کی کوئی خواہش اگر آپ کو پسند نہ آتی تو اس کو مایوس نہ فرماتے اور اس کا وعدہ بھی نہ فرماتے۔" (شان خاتم النبیینؐ)

اللہ کریم نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن کریم نازل فرمایا جو کہ ان کے لئے انعام عظیم ہے۔ جو لوگ قرآن و سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر خلوص دل سے عمل کرتے ہیں' اگرچہ انہیں دکھ درد' دنیا کی مشکلات و مصائب اور کلفتوں سے دوچار ہونا پڑتا ہے' لیکن آخرت میں وہ اجر عظیم کے مستحق ہوں گے۔

کوئی بھی انسان ماسواء انبیا علیہم السلام کے معصوم نہیں' میں' آپ اور ہم سب تمام اخلاق حسنہ سے متصف نہیں ہو پاتے اس لئے کہ نفس و شیطان سب کے ساتھ ہے۔ تمام اخلاق کریمانہ کو اپنانے پر پورے نہیں اترتے' معلوم ہوا کہ الکریم ﷻ وہ ہے جو ہمارے عیوب کی پردہ پوشی کرنے والا اور نہایت مہربان پروردگار اور مہیمن رب ہے۔

دیکھئے کتنے افسوس کی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ کی خالص کی ہوئی چیزوں میں ملاوٹ کی جاتی ہے۔ عقائد' عبادات' معاملات' معیشت و معاشرت' اور اشیائے خوردونوش میں ہم بے دریغ ملاوٹ کرتے ہیں۔ حالانکہ دین خالص کے علاوہ کسی بھی دین کو اللہ تعالیٰ نے پسند نہیں فرمایا:

ترجمہ: "بے شک اللہ کے نزدیک پسندیدہ دین اسلام ہے۔"

ہمارا دین' دین اسلام ہمیں اخلاص کی تعلیم دیتا ہے' ہر نیکی کے کام میں اخلاص نیت اجر عظیم کا باعث ہوگا' اسی طرح دین اسلام ہمیں دیگر افراد معاشرہ کی بھلائی اور بہتری کے لئے خلوص نیت سے اپنے اپنے فرائض کی انجام دہی کا سبق سکھاتا ہے۔ خلوص کی مثال یہ ہے کہ ایک چرواہا سرسبز و شاداب پہاڑ کے دامن میں

بکریوں کا ریوڑ چرا رہا ہو اور بے تکلفی میں چلتے چلتے وہ پہاڑ پر چڑھ جائے جہاں اسے اللہ کے سوا کوئی دیکھنے والا نہ ہو اور برف سے ڈھکے ہوئے حصہ پر اپنی لاٹھی سے ٹھوکر مارے تو دیکھے کہ ایک کیڑا برف کی سل کے اندر موجود ہے جس کے منہ میں سبز پتا ہے تو وہ چرواہا بے اختیار پکار اٹھے: ”سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم“ اس اللہ کریم کی بے ریا حمد و ثنا کو پُرخلوص کہیں گے۔

کتنے افسوس کی بات ہے کہ ہم ذرا سے دنیاوی نفع کے لئے اللہ تعالیٰ کی خالص کی ہوئی چیزوں میں ملاوٹ کر کے افراد معاشرہ کے لئے مشکلات پیدا کرتے ہیں۔ مثلاً منجملہ دیگر اشیائے خوردنوش کے دودھ میں سے ”کریم“ (مکھن) نکال کر دیگر مضر صحت اجزاء کی ملاوٹ کر دی جاتی ہے‘ اس طرح قریباً تمام اشیائے خوردنوش میں ملاوٹ کر کے دوسروں کی زندگیوں سے کھیلا جاتا ہے‘ وہ لوگ جو ان کالے دھندوں سے دنیاوی نفع کے لئے سرگرداں ہیں اور افراد معاشرہ کی زندگیوں کو اجیرن کرنے میں شب و روز اکارت کرتے ہیں‘ انہیں الکریم کے رحم و کرم کی امید پر ایسا نہیں کرنا چاہئے اس لئے کہ:

رحمت کا تصور ہے خوب مگر دوست
اللہ کے عدل کی محکم ہے ترازو

اللہ کریم ہمارے صغیرہ‘ کبیرہ گناہوں کو معاف فرماتے ہوئے‘ عرق انفعال کے قطروں کو اپنی شان کریمی سے شرف قبولیت بخشے:

یارب کرم سے اپنے تو دونوں جہاں دے
جو مستحق غضب کا ہے اس کو امان دے
اور اپنے فضل سے مجھے صدق لسان دے
اور اپنی محبت کی بھی اک خاص شان دے
(آمین)

☆☆............☆............☆☆

نعت رسول مقبول ﷺ

عبدالحق تمنا

دل جہاں تھا وہاں مدینہ ہے
کتنا پُر نور میرا سینہ ہے

اور کچھ اب نظر نہیں آتا
دیکھتا ہوں جدھر مدینہ ہے

آ رہی ہے بہشت کی خوشبو
آپؐ کے جسم کا پسینہ ہے

خاک پائے حضورؐ کے صدقے
جس کا ہر ذرہ اک نگینہ ہے

ہو تمنا جو آپؐ سے دوری
مرنا‘ مرنا نہ جینا‘ جینا ہے

اسلام کا پانچواں رکن

میں اپنی جیب زیاں کی یہ کل پونجی دے کر ایک سودا چکانا چاہتا ہوں مجھے چند آنکھیں چاہئیں جو ماتم یوسف میں یعقوب کا رونا جانتی ہوں کیونکہ سچے آنسوؤں سے بڑھ کر عالم انسانیت میں کوئی شے طاقتور نہیں ہے۔ یہی قیمت زخم' یہی راس المال جب راحت' یہی دست ماتم کار' یہی چشم خونبار اور یہی زبان فغاں سنج ہے جسے اپنے ساتھ لے کر میں نے ہمیشہ خریداروں کو پکارا اور یہی متاع دل اور جنس اشک و خونفشانی ہے جس کو ہمیشہ میں نے ڈھونڈھا میں ہمیشہ روتا رہا اور میں نے ہمیشہ لوگوں کو رلایا ہے۔ میں ہمیشہ ماتم کرتا رہا اور ہزار ہا ہاتھوں نے میری سینہ کوبی میں شرکت کی ہے آج پھر اشک و فغاں کے لئے پیام درد لے کر اٹھا ہوں پس ان سب پر سلام جن کی آنکھیں خوں بار دل دو نیم جگر سوختہ اور زبانیں دعا سنج ہیں کیونکہ اشک افشانیوں کا آخری وقت' اضطراب قلوب و ارواح کی انتہائی فرصت اور دعائے اشک آلود فریاد ہائے مجروح و مضطرب کی ہر طرف پکار ہے

اہل عرب نے اگرچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مجموعہ تعلیم ہدایت کو بالکل بھلا دیا تھا لیکن انہوں نے خانہ کعبہ کے کنگرے پر چڑھ کر تمام دنیا کو جو دعوت عام دی تھی اس کی صدائے بازگشت اب تک عرب کے درودیوار سے آرہی ہے:

"اور جب ہم نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے ایک معبد قرار دیا اور حکم دیا کہ ہماری قدوسیت و جبروت میں اور کسی چیز کو شریک نہ ٹھہرانا اور گھر کا طواف کرنے والوں اور رکوع و سجود کرنے والوں کے لئے ہمیشہ پاک و مقدس رکھنا! ہم نے حکم دیا کہ دنیا میں حج کی پکار بلند کر دو! لوگ تمہاری طرف دوڑتے ہوئے چلے آئیں گے۔ ان میں پیادہ پا بھی ہوں گے اور وہ بھی جنہوں نے مختلف قسم کی سواریوں پر دور دراز مقامات سے قطع مسافت کی ہوگی۔" (سورۃ الحج)

لیکن سچ کے ساتھ جب جھوٹ مل جاتا ہے تو وہ اور بھی خطرناک ہو جاتا ہے اہل عرب نے اگرچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اس سنت قدیمہ کو اب تک زندہ رکھا تھا' لیکن جذبات و اختراعات کی آمیزش نے اصل حقیقت کو بالکل گم کر دیا تھا۔

(۱) خدا نے اپنے گھر میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کو قیام کی اجازت صرف اس شرط پر دی تھی کہ کسی کو خدا کا شریک نہ بنانا لیکن اب خدا کا یہ گھر تین سو ساٹھ بتوں کا مرکز بن گیا تھا اور ان کا طواف کیا جاتا تھا۔

(۲) خدا نے حج کا مقصد یہ قرار دیا تھا کہ

مولانا ابوالکلام آزاد

دنیوی فوائد کے ساتھ خدا کا ذکر قائم کیا جائے' لیکن

(۳) حج کا ایک مقصد تمام انسانوں میں مساوات قائم کرنا تھا' اسی لئے تمام عرب بلکہ تمام دنیا کو اس کی دعوت عام دی گئی اور سب کو وضع لباس میں متحد کر دیا گیا۔

اب صرف آباؤ اجداد کے کارہائے فخر و غرور کے ترانے گائے جاتے ہیں۔

لیکن قریش کے غرور فضیلت نے اپنے لئے بعض خاص امتیازات قائم کر لئے تھے جو اصول مساوات کے بالکل منافی تھے۔ مثلاً تمام عرب عرفات کے میدان میں قیام کرتے تھے' لیکن قریش مزدلفہ سے باہر نہیں نکلتے تھے اور کہتے تھے کہ ہم متولیان حرم' حرم سے باہر نہیں جا سکتے' جس طرح آج کل کے امراء فساق و والیان ریاست عام مسلمانوں کے ساتھ مسجد میں آ کر بیٹھنے اور دوش بدوش کھڑے ہونے میں اپنی توہین سمجھتے ہیں۔

(۴) قریش کے سوا عرب کے تمام مرد و زن برہنہ طواف کرتے تھے۔ ستر عورت کے ساتھ صرف وہی لوگ طواف کر سکتے تھے جن کو قریش کی طرف سے کپڑا ملتا تھا اور قریش نے اس کو بھی اپنی اظہار سیادت کا ذریعہ بنا لیا تھا۔

(۵) عمرہ گویا حج کا ایک مقدمہ یا جزو تھا لیکن اہل عرب ایام حج میں عمرہ کو سخت گناہ سمجھتے تھے اور کہتے تھے کہ جب حاجیوں کی سواریوں کی پشت کے زخم اچھے ہو جائیں اور صفر کا مہینہ گزر جائے تب عمرہ ہو سکتا ہے۔

(۶) حج کے تمام اجزاء و ارکان میں یہودیانہ رہبانیت کا عالمگیر مرض ساری ہو گیا تھا۔ اپنے گھر سے پاپیادہ حج کرنے کی منت ماننا جب تک حج ادا نہ ہو جائیں خاموش رہنا' قربانی کے اونٹوں پر کسی حالت میں سوار نہ ہونا۔

ناک میں نکیل ڈال کر جانوروں کی طرح خانہ کعبہ کا طواف کرنا' زمانہ حج میں گھر کے اندر دروازے کی راہ نہ گھسنا بلکہ پچھواڑے کی طرف سے دیوار پھاند

کے آ ٹا' در و دیوار پر قربانی کے جانوروں کے خون کا چھانٹا لگانا عرب کا عام شعار ہو گیا تھا۔

اسلام درحقیقت دین ابراہیمی کی حقیقت کی تکمیل تھی' اس لئے وہ ابتداء ہی سے اس حقیقت گمشدہ کی تجدید و احیا میں مصروف ہو گیا' جس کا قالب حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مبارک ہاتھوں نے تیار کیا تھا۔ اسلام کا مجموعہ عقائد و عبادات صرف توحید' نماز' روزہ' زکوٰۃ اور حج سے مرکب ہے لیکن ان تمام ارکان میں حج ہی ایک ایسا رکن ہے' جس سے اس تمام مجموعہ کی ہیئت ترکیبی مکمل ہوتی ہے اور یہ تمام ارکان اس کے اندر جمع ہو گئے ہیں یہی وجہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کو خانہ کعبہ ہی کے ساتھ متعلق کر دیا:

"مجھ کو صرف یہ حکم دیا گیا ہے کہ میں اس شہر کے خدا کی عبادت کروں جس نے اس کو عزت دی سب کچھ اسی کا ہے اور مجھے حکم دیا ہے کہ میں اس کا فرمان بردار مسلم ہوں۔" (پ ۲۰: ع ۲)

اور یہی وجہ ہے کہ قرآن حکیم نے ہر موقع پر حج کے ساتھ اسلام کا ذکر بطور لازم و ملزوم کے کیا:

"اور ہر ایک امت کے لئے ہم نے قربانی قرار دی تھی تا کہ خدا نے ان کو چارپائے بخشے ہیں ان کی قربانی کے وقت خدا کا نام لیں' پس تم سب کا خدا ایک ہی ہے اسی کے تم سب فرمانبردار بن جاؤ اور خدا کے خاکسار بندوں کو حج کے ذریعہ دین حق کی بشارت دو۔" (سورۂ حج)

اسلام خدا کا ایک فطری معاہدہ تھا' جس کو انسان کی ظالمانہ عہد شکنی نے بالکل چاک چاک کر دیا تھا۔ اس لئے خدا نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ناخلف اولاد کو روز اول ہی سے اس کے ثمرات سے محروم کر دیا:

"جب خدا نے چند احکام کے ذریعہ ابراہیمؑ کو آزمایا اور وہ خدا کے امتحان میں پورے اترے تو خدا نے کہا کہ اب میں تمہیں دنیا کی امامت اور خلافت عطا کرتا ہوں۔ اس پر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے عرض کیا' اور میری اولاد کو بھی؟ ارشاد ہوا کہ: ہاں مگر اس قول و اقرار میں ظالم لوگ داخل نہیں ہو سکتے۔" (سورۂ بقرہ)

خدا نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جن "کلمات" کے ذریعہ آزمایا اور جن کی بنا پر انہیں دنیا کی امامت عطا ہوئی وہ اسلام کے اجزائے اولین یعنی توحید الٰہی' قربانی نفس و جذبات' صلوٰۃ الٰہی کا قیام اور معرفت دین فطری کے امتحانات تھے' اگرچہ ان کی اولاد میں سے چند ناخلف لوگوں نے ان ارکان کو چھوڑ کر اپنے اوپر ظلم کیا اور اس موروثی عہدے سے محروم ہو گئے' لیکن حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ذات کے اندر ایک دوسری امت بھی چھپی ہوئی تھی جس کے لئے خود انہوں نے خدا سے دعا کی تھی:

"حضرت ابراہیمؑ کو بظاہر ایک فرد واحد تھے مگر ان کی فعالیت روحانیہ الٰہیہ کے اندر ایک پوری قوم قانت و مسلم پوشیدہ تھی۔"

اب اس امت مسلمہ کے ظہور کا وقت آ گیا اور وہ رسول عربی و موعودہ غار حرا کے تاریک گوشوں سے نکل کر منظر عام پر نمودار ہوا تا کہ اس نے خود اس اندھیرے میں جو روشنی دیکھی ہے وہ تمام دنیا کو بھی دکھلا دے:

"وہ پیغمبران کو اندھیرے سے نکال کر روشنی کی طرف لاتا ہے بیشک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور ہدایت اور ایک کھلی کھلی ہدایتیں دینے والی کتاب آئی۔" (پ ۶ ع ۷)

وہ منظر عام پر آیا تو سب سے پہلے اپنے باپ کے موروثی گھر کو ظالموں کے ہاتھ سے واپس لینا چاہا لیکن اس کے لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام ہی کی طرح بتدریج چند روحانی مراحل سے گزرنا ضرور تھا چنانچہ اس نے ان مرحلوں سے بتدریج گزرنا شروع کیا' اس نے غار حرا سے نکلنے کے ساتھ ہی توحید کا غلغلہ بلند کیا کہ خدا نے حضرت ابراہیمؑ سے جو عہد لیا تھا اس کی پہلی شرط یہ تھی: "میرے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ" پھر اس نے صف نماز قائم کی کہ یہ گھر صرف خدا ہی کے آگے سر جھکانے کے لئے بنایا گیا تھا۔ اس نے روزے کی تعلیم دی کہ وہ شرائط حج کا جامع و مکمل تھا:

"جس شخص نے ان مہینوں میں حج کا عزم کر لیا تو اس کو ہر قسم کی نفس پرستی' بدکاری اور جھگڑے تکرار سے اجتناب کرنا لازمی ہے۔" (سورۂ بقرہ)

اور روزہ کی حقیقت یہی ہے کہ وہ انسان کو غیبت' بہتان' فسق و فجور' مخاصمت و تنازعت اور نفس پرستی سے روکتا ہے جیسا کہ احکام صیام میں فرمایا:

"پھر رات تک روزہ پورا کرو اور روزہ کی حالت میں عورتوں کے نزدیک نہ جاؤ اور اگر مساجد میں اعتکاف کرو تو شب کو بھی ان سے الگ رہو۔" (سورۂ بقرہ)

اس نے زکوۃ بھی فرض کردی کہ وہ بھی حج کا ایک اہم مقصد تھا۔

"قربانی کا گوشت خود کھاؤ اور فقیروں اور محتاجوں کو بھی کھلاؤ۔" (سورہ الحج)

اس طرح جب اس امت مسلمہ کا روحانی خاکہ تیار ہوگیا تو اس نے اپنی طرح ان کو بھی منظر عام پر نمایاں کرنا چاہا۔ اس غرض سے اس نے عمرہ کی تیاری کی اور ۱۴/۱۵ سو کی جمعیت کے ساتھ روانہ ہوا کہ یہ پہلے اپنے آبائی گھر کو حسرت آلود نگاہوں سے دیکھ کر چلے جائیں لیکن یہ کاروانِ ہدایت راستے ہی میں مقام حدیبیہ روک دیا گیا۔ دوسرے سال حسب شرائط صلح زیارت کعبہ کی اجازت ملی اور آپ مکہ میں قیام کر کے چلے آئے۔ اب اس مصالحت نے راستے کے تمام نشیب و فراز ہموار کر دیئے تھے۔ صرف خانہ کعبہ اور پتھروں کا ایک ڈھیر رہ گیا تھا اسے بھی فتح مکہ نے ہموار کر دیا:

آنحضرتؐ فتح مکہ کے دن جب خانہ کعبہ میں داخل ہوئے تو اس کے گرد تین سو ساٹھ بت نظر آئے۔ آپ ان کو ایک ایک لکڑی کے ذریعہ ٹھکراتے جاتے تھے اور یہ آیت پڑھتے جاتے تھے: جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل كان زهوقا "یعنی حق اپنے مرکز پر آ گیا اور باطل نے اس کے سامنے ٹھوکر کھائی' باطل پامال ہونے کے ہی قابل تھا۔" (صحیحین)

فرضیت حج:

اب میدان بالکل صاف تھا' راستے میں ایک کنکری بھی سنگ راہ نہیں ہو سکتی تھی' باپ نے گھر کو جس حال میں چھوڑا تھا بیٹے نے اسی حالت میں اس پر قبضہ کر لیا' تمام عرب نے فتح مکہ کو اسلام و کفر کا معیار صداقت قرار دیا' جب کہ مکہ فتح ہوا تو لوگ جوق در جوق دائرہ اسلام میں داخل ہونے لگے۔ اب وقت آ گیا تھا کہ دنیا کو اس جدید الخلقۃ امت مسلمہ کے قالب روحانی کا منظر عام طور پر دکھا دیا جاتا اس لئے دوبارہ اسی دعوت عامہ کا اعادہ کیا گیا جس کے ذریعہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تمام عالم میں ایک غلغلہ عام ڈال دیا تھا' مگر اس قوت کا فعل میں آنا ظہور نبی امی پر موقوف تھا۔

"جو لوگ مالی اور جسمانی حالت کے لحاظ سے حج کی استطاعت رکھتے ہیں ان پر حج فرض کر دیا گیا۔" (آل عمران)

اس صدا پر تمام عرب نے لبیک کہا اور آپ کے گرد ۱۳۰/۱۴۰ ہزار آدمی جمع ہو گئے' عرب نے ارکان حج میں بدعات و اختراعات کا جو زنگ لگا دیا تھا وہ ایک ایک کر کے چھڑا دیا گیا۔ آباؤ اجداد کے کارناموں کی بجائے خدا کی توحید کا غلغلہ بلند کیا گیا:

"زمانہ حج میں خدا کو اسی جوش و خروش سے یاد کرو جس طرح اپنے آباؤ اجداد کے ناموں کا اعادہ کرتے تھے بلکہ اس سے بھی زیادہ سرگرمی کے ساتھ۔" (البقرہ)

قریش کے تمام امتیازات مٹا دیئے گئے اور تمام عرب کے ساتھ ان کو بھی عرفہ کے ایک گوشہ میں کھڑا کر دیا گیا:

"اور جس جگہ سے تمام لوگ روانہ ہوں تم بھی وہیں سے روانہ ہوا کرو اور فخر و غرور کی جگہ خدا سے مغفرت مانگو' کیونکہ خدا بڑا بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔" (البقرہ)

سب سے بدترین رسم برہنہ طواف کرنے کی تھی اور مردوں سے زیادہ حیا سوز نظارہ برہنہ عورتوں کے طواف کا ہوتا تھا لیکن ایک سال پہلے ہی سے اس کی عام ممانعت کر دی گئی۔

"حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ حجۃ الوداع سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکرؓ کو حج کا امیر بنایا اور انہوں نے مجھ کو ایک گروہ کے ساتھ روانہ کیا تاکہ یہ اعلان کر دیا جائے کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک یا برہنہ شخص حج یا طواف نہ کر سکے گا۔"

زمانہ حج میں عمرہ کرنے والوں کو فاسق و فاجر کہا جاتا تھا لیکن آنحضرتؐ نے حجۃ الوداع میں عمرہ ہی کا احرام باندھا اور صحابہؓ کو بھی عمرہ کرنے کا حکم دیا' پا پیادہ اور خاموش حج کرنے کی ممانعت کر دی گئی' قربانی کے جانوروں پر سوار ہونے کا حکم دیا گیا' ناک میں رسی ڈال کر طواف کرنے سے روکا گیا' گھر میں دروازے سے داخل ہونے کا حکم ہوا:

"یہ کوئی نیکی کا کام نہیں ہے کہ گھروں میں پچھواڑے سے آؤ' نیکی تو صرف اس کی ہے جس نے پرہیزگاری اختیار کی' پس گھروں میں دروازے ہی کی راہ سے آؤ اور خدا سے ڈرو اور یقین ہے کہ تم کامیاب ہو گے۔"

قربانی کی حقیقت واضح کی گئی اور بتایا گیا کہ وہ صرف ایثار نفس و فدیت جان و روح کے اظہار کا ایک طریقہ ہے اس کا گوشت یا خون خدا تک نہیں پہنچتا کہ اس کے چھاپہ سے دیواروں کو رنگین کیا جائے۔ خدا تو صرف خالص نیتوں اور پاک و صاف دلوں کو دیکھتا ہے:

"خدا تک قربانی کے جانوروں کا گوشت نہیں پہنچتا بلکہ اس تک صرف تمہاری پرہیزگاری پہنچتی ہے۔" (سورۃ الحج)

یہ چھلکے اتر گئے تو خالص مغز ہی مغز رہ گیا اب وادیٔ مکہ میں خلوص کے دو قدیم و جدید منظر نمایاں ہو گئے۔ ایک طرف آب زمزم کی شفاف موجیں تھیں اور دوسری طرف ایک جدید النشاط قوم کا دریائے وحدت موجیں مار رہا تھا۔

لیکن دنیا اب تک اس اجتماع عظیم کی حقیقت سے بے خبر تھی۔ اسلام کی ۲۳ سالہ زندگی کا مد و جزر تمام عرب دیکھ چکا تھا۔ مگر کوئی نہیں جانتا تھا کہ اسلام کی تاریخی زندگی کن نتائج پر مشتمل تھی اور مسلمانوں کی جدوجہد' فدویت' ایثار نفس و روح کا مقصد اعظم کیا تھا؟ اب اس کی توضیح کا وقت آگیا ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس گھر کا سنگ بنیاد اس دعا کو پڑھ کر رکھا تھا:

"جب ابراہیم علیہ السلام نے کہا کہ خداوندا اس شہر کو امن کا شہر بنا اور اس کے باشندے اگر خدا اور روز قیامت پر ایمان لائیں تو ان کو ہر قسم کے ثمرات و نعائم عطا فرمائے۔" (البقرہ)

جس وقت انہوں نے یہ دعا کی تھی' تمام دنیا فتنہ و فساد کا گہوارہ بن رہی تھی' دنیا کا امن و امان اٹھ گیا تھا' اطمینان و سکون کی نیند آنکھوں سے اڑ گئی تھی' دنیا کی عزت و آبرو معرض خطر میں تھی' جان و مال کا تحفظ ناممکن ہو گیا تھا' کمزور اور ضعیف لوگوں کے حقوق پامال کر دیئے گئے تھے' عدالت کا گھر ویران' حریت انسانی مفقود اور نیکی کی مظلومیت انتہائی حد تک پہنچ چکی تھی' کرۂ ارض کا کوئی گوشہ ایسا نہ تھا جو ظلم و کفر کی تاریکی سے ظلمت کدہ نہ ہو' اس لئے انہوں نے آباد دنیا کے ناپاک حصوں سے کنارہ کش ہو کر ایک "وادی غیــــــر ذی زرع" میں سکونت اختیار کی۔ وہاں "دار الامــــن" بنایا اور تمام دنیا کو صلح و سلام کی دعوت دی۔ اب ان کی صالح اولاد سے یہ "دار الامــن" بھی چھین لیا گیا' اس لئے اس کی واپسی کے لئے پورے آٹھ سال تک اس کے فرزند نے بھی باپ کی طرح میدان میں ڈیرہ ڈالا۔ فتح مکہ نے جب اس کا مامن و ملجا واپس دلا دیا تو وہ اس میں داخل ہوا کہ باپ کی طرح تمام گمشدہ حق کی واپسی کی بشارت دے۔

چنانچہ وہ اونٹ پر سوار ہو کر نکلا اور تمام دنیا کو مژدۂ امن و عدالت سنایا۔

خطبہ حجۃ الوداع:

جس طرح تم آج کے دن کی' اس مہینہ کی اس شہر مقدس میں حرمت کرتے ہو اسی طرح تمہارا خون اور تمہارا مال بھی تم پر حرام ہے۔ اچھی طرح سن لو کہ جاہلیت کی تمام بری رسموں کو آج میں اپنے دونوں قدموں سے کچل ڈالتا ہوں۔ بالخصوص زمانہ جاہلیت کے انتقام اور خون بہا لینے کی رسم تو بالکل مٹا دی جاتی ہے۔ میں سب سے پہلے اپنے بھائی ابن ربیعہ کے خون کے انتقام سے دست بردار ہوتا ہوں جاہلیت کی سود خوری کو بھی مٹا دیا جاتا ہے اور سب سے پہلے خود میں چچا عباسؓ بن عبدالمطلب کے سود کو چھوڑتا ہوں خدایا تو گواہ رہیو! خدایا تو گواہ رہیو! خدایا تو گواہ رہیو کہ میں نے تیرا پیغام تیرے بندوں تک پہنچا دیا!

تکمیل دین الٰہی:

اب حق پھر پھرا کے پھر اپنے اصلی مرکز پر آگیا' اور آپ علیہ السلام نے دنیا کی ہدایت و ارشاد کے لئے جس نقطہ سے قدم اٹھایا تھا' بیٹے کے روحانی سفر کی وہ آخری منزل ہوئی اور اسی نقطہ پر پہنچ کر اسلام کی تکمیل ہو گئی' اس لئے کہ اس نے تمام دنیا کو مژدۂ امن سنایا تھا آسمانی فرشتے نے بھی اس کو کامیابیٔ مقصد کی سب سے آخری بشارت دے دی۔

"آج کے دن میں نے تمہارے دین کو بالکل مکمل کر دیا اور تم پر اپنے تمام احسانات پورے کر دیئے اور میں نے تمہارے اسلام کو ایک برگزیدہ دین منتخب کیا۔"

میں نے بہت چاہا کہ اپنے زخموں کو چھپاؤں لیکن نہ چھپا سکا۔ ایک مدت کے سکون اندمال کے بعد آج پھر ایک لحہ اضطراب و کاوش میسر آگیا ہے۔ میرے دل کی بے چینیوں نے مجھے بستر انتظار پر تہ و بالا کر دیا ہے' اور میرے زخمہائے کہنہ سے ٹانکے بے اختیار کھل گئے اب ان کی خوں فشانی نہیں رک سکتی۔

آج پھر میں اپنی وہی متاع کہنہ لے کر بازار مقصود میں نکلا ہوں جو ہمیشہ سے میرے کاروبار آہ و نالہ کا راس المال رہی ہے اور جس کے سوا میرے جیب و آستین حسرت میں اور کچھ بھی نہیں ہے۔ میرے پاس ایک زخمی دل کے چند ٹکڑے ہیں' جن سے خون تمنا کے قطرے ٹپک رہے ہیں۔ میں خریداروں کا متلاشی ہوں۔ کوئی ہے جو ان پارہ ہائے خونیں کا طلب گار ہو؟

میں اپنی جیب زیاں کی یہ کل پونجی دے کر ایک سودا چکانا چاہتا ہوں مجھے چند آنکھیں چاہئیں جو ماتم یوسف میں یعقوب کا رونا جانتی ہوں کیونکہ سچے آنسوؤں سے بڑھ کر عالم انسانیت میں کوئی شے طاقتور نہیں ہے۔

یہی قیمت زخم یہی راس المال جب راحت' یہی دست ماتم کار' یہی چشم خونبار اور یہی زبان فغاں

سچ ہے جسے اپنے ساتھ لے کر میں نے ہمیشہ خریداروں کو پکارا اور یہی متاع دل اور جنس اشک و خونفشانی ہے جس کو ہمیشہ میں نے ڈھونڈھا' میں ہمیشہ روتا رہا اور میں نے ہمیشہ لوگوں کو رلایا ہے۔ میں ہمیشہ ماتم کرتا رہا اور ہزار ہا ہاتھوں نے میری سینہ کوبی میں شرکت کی ہے آج پھر اشک وفغاں کے لئے پیام درد لے کر اٹھا ہوں پس ان سب پر سلام جن کی آنکھیں خوں بار' دل دونیم' جگر سوختہ اور زبانیں دعا سنج ہیں کیونکہ اشک افشانیوں کا آخری وقت' اضطراب قلوب وارواح کی انتہائی فرصت اور دعائے اشک آلود فریاد ہائے مجروح ومضطرب کی ہر طرف پکار ہے:

"اور خدا کے سوا کون ہے کہ مضطر روح کی پکار کو سنے اس کے دکھ درد کو دور کرے اور اپنے آگے جھکنے والوں کو اپنی خلافت بخشے؟ افسوس کہ بہت کم ہیں جو عبرت وبصیرت رکھتے ہیں۔" (سورہ نمل)

وہ جو خشک سالی میں پانی کے لئے روئے کیا اب بادلوں کی گرج اور بجلیوں کی چمک میں امید کے آخری آنسو نہ بہائیں گے؟ وہ جنہوں نے ناامیدیوں میں اپنے مقصود کو پکارا' کیا اب امید وبیم کی آخری دیوار حائل تک پہنچ کر خاموش ہو جائیں گے؟ کیا موسم خزاں کے ماتم زدگان حسرت کے لئے یہ جائز ہے کہ بہار کی عین آمد پر اپنے ولولہ جنون کو خیرباد کہہ دیں؟ دہقان کا کام موسم کے ظہور کے بعد اور زیادہ بڑھ جاتا ہے' اور منزل جس قدر نزدیک آتی جائے' رہروان مقصود کے آتش شوق کو اور زیادہ تیز ہو جانا چاہئے۔ پہلے اگر حسرت وآرزو میں روئے ہو تو اب امید میں اور زیادہ چیخ چیخ کر روئے۔

آسمان کے دروازے بند تھے اور تم ان کی طرف دیکھ دیکھ کر پکارتے تھے۔ لیکن آج کھل گئے ہیں اور تمہاری دعاؤں کے انتظار میں ملائکہ مدبرہ اور ملکوت السموت نے اپنے بجنہ نورانیہ کو کھول دیا ہے جبکہ جواب نہیں ملتا تھا تو تم پکارتے تھے۔ آج خود دوست اجابت آمادۂ استقبال ہے۔ پھر زبان سائل کو کیا ہو گیا ہے کہ خاموش ہے؟

موسم بدل رہا ہے اور اضطراب وشورش کی جن خونیں بدلیوں سے فضا چھپ گئی ہے وہ بالکل ویسی ہی ہیں جیسے ہر عصر انقلاب ارضی وتجدد مواسم اقوال و ملل میں ظاہر ہوئی ہیں کچھ عجب نہیں کہ ایام الالٰہیہ کا ایک یوم عظیم ختم ہو اور دوسرے دن کا آفتاب طلوع ہو۔ یہ رات کی آخری گھڑیاں ہیں جو برق کی سی تیزی اور بادل کی سی عجلت میں گزر جائیں گی اور لہو اور دھوئیں کی بدلیوں کے اندر سے دنیا کی حیات جدیدہ کا ظہور ہوگا۔ پس صبح کی بخشش میں حصہ لینے والوں کو چاہئے کہ اپنے دماغوں کا نہیں بلکہ آنکھوں کا احتساب کریں اور شیطان غفلت سے ہوشیار ہو جائیں کیونکہ رات بھر جاگنا آسان ہے مگر صبح صادق کی گھڑیوں میں اونگھنے سے بچنا مشکل ہے۔ ایسا نہ ہو کہ رات بھر اختر شماری کرنے کے بعد عین صبح کے وقت سو جاؤ اور جس روشنی کو دیکھنا چاہتے تھے ان کی کرنیں تمہارے خوابیدہ سروں پر ماتم کریں۔ سچ یہ ہے کہ نہ تم اٹھے اور نہ تم نے بیداری کے لئے کروٹ لی لیکن جب کہ دہقان آب پاشی سے غافل تھا تو آسمان نے خود ہی مینہ برسا دیا اور جب کہ آسمانی ہمتیں تھک گئی تھیں تو کارخانہ الٰہی خود ہی متحرک ہو گیا۔ پس وقت کو اس کا حق دینے میں تساہل نہ کرو کیونکہ وہ صرف اتنے ہی کا طالب ہے اور جس قدر بھی جلد ہو سکے اپنی اصلاح و درستگی کا سامان کرلو۔

آج ذوالحجہ کی پہلی تاریخ ہے اور ایک ہفتہ کے بعد تاریخ عالم کا عظیم الشان روز طلوع ہونے والا ہے جس کے آفتاب کے نیچے کرۂ ارض کے ہر گوشے کے لاکھوں انسان اپنے خداوند کو پکارنے کے لئے جمع ہوں گے اور ریگستان عرب کی ایک بے برگ وگیاہ وادی کے اندر خدا پرستی وعشق الٰہی کا سب سے بڑا گھرانہ آباد ہوگا۔

"وہ لوگ کہ اگر اللہ انہیں زمین میں قائم کردے تو ان کا کام صرف یہ ہوگا کہ صلوٰۃ الٰہی کو قائم۔ زکوٰۃ ادا کرائیں نیکی کا حکم دیں اور برائیوں سے روکیں۔"

(سورۃ الحج)

یہ پہلا گھر تھا جو خدا کی پرستش کے لئے بنایا گیا اور آج بھی دنیا کے تمام بحر وبر میں صرف وہی ایک مقدس گوشہ ہے جو اولیاء الشیطان واصحاب النار کی لعنت سے پاک ہے اور صرف خدا کے دوستوں اور اس کی محبت میں دکھ اٹھانے والوں کے لئے مخصوص کر دیا گیا ہے۔

سمندروں کو عبور کرکے' پہاڑوں کو طے کرکے کئی کئی مہینوں کی مسافت چل کر' دنیا کی مختلف نسلوں مختلف رنگتوں' مختلف بولیوں کے بولنے والے اور مختلف گوشوں کے باشندے یہاں جمع ہوئے ہیں ——— اس لئے نہیں کہ ایک انسانی نسل دوسری نسل کو بھیڑوں کی طرح پھاڑ اور اژدھوں کی طرح ڈسے' اس لئے نہیں کہ خدا کی زمین کو اپنے ابلیسی غرور اور شیطانی سیادت کی نمائش گاہ بنالیں اس لئے نہیں کہ تیس تیس من کے گولے پھینکیں اور سمندر کے اندر ایسے جہنمی آلات رکھیں جو منٹوں اور لمحوں میں ہزاروں انسانوں کو نابود کر دیں بلکہ تمام انسانی غرضوں

باقی صفحہ ۲۰ پر

میں نے قادیانیت کیوں چھوڑی؟

محمد ولی الدین صاحب

قادیانی کلمہ طیبہ اور نبوت محمدیہؐ کے باغی ہیں

قادیانی حضرات کلمہ طیبہ کی اس حیثیت اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس مقام و مرتبہ کے قائل نہیں ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ مسلمان ہونے کے لئے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہنا کافی نہیں ہے اور نہ وہ شخص مسلمان کہلا سکتا ہے جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے کے نیچے آ جائے وہ ایسا ہی غیر مسلم ہے گا جیسے کوئی شخص حضرت موسیٰ یا عیسیٰ یا کسی سابقہ نبی کے جھنڈے کے نیچے آ جائے اب محمد رسول اللہ کا جھنڈا باقی نہیں رہا اس کی جگہ مرزا غلام احمد صاحب کا جھنڈا گاڑا گیا ہے اب کوئی مسلمان کہلانا چاہے تو اس کے لئے ضروری ہے کہ مرزا صاحب کی نبوت کا اقرار کرے۔

قادیانیت کیا ہے؟

جب سے پاکستان میں قادیانیوں کو حکومتی سطح پر "غیر مسلم" اور خارج از امت محمدیہ قرار دیا گیا ہے قادیانی امت میں کہرام مچ گیا اور ہر کس و ناکس کے آگے چیخ و پکار اور واویلا کیا جا رہا ہے کہ دیکھو جنرل ضیاء الحق مرحوم کی حکومت نے قادیانیوں کو باوجود کلمہ طیبہ پڑھنے کے غیر مسلم قرار دیا ہے اور پھر اپنی مظلومیت کی دہائی دیتے ہوئے اقوام عالم کے تمام دروازے کھٹکھٹاتے اور اپنے سیاسی آقاؤں سے فریاد کی کہ وہ حکومتِ پاکستان پر دباؤ ڈالیں کہ وہ ہمیں مسلمان سمجھے اور اسلامی حقوق عطا کرے لیکن افسوس ہے کہ ان کی اب تک کی ساری تگ و دو بے سود اور تمام مساعی رائیگاں چلی گئیں۔

حقیقت تو یہ ہے کہ ان کا یہ سارا شور و غل لاحاصل ہے اس لئے کہ حکومتِ پاکستان کا یہ فیصلہ دراصل قادیانیوں کے اپنے مؤقف و فتاویٰ کا طبعی ردعمل ہے۔ "خود کردہ را علاجے نیست" جب قادیانیوں نے مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی بنایا اور نبی منوانے کے لئے روپے کو پانی کی طرح بہایا، ہزاروں کتابیں اور رسالے شائع کئے، مباحثے اور مناظرے کئے اور جوش خطابت میں اشتعال انگیز فتوے جاری کئے، اکابرین اسلام کو برا کہا، ان کے عقائد و اعمال کا مذاق اڑایا اور قادیانی امت کے ایک ایک فرد پر یہ فرض عائد ہوا کہ وہ مسلمانوں کو غیر مسلم اور خارج از اسلام سمجھے تو ناظرین سمجھ سکتے ہیں کہ ان اشتعال انگیزیوں کا مسلمانوں کی طرف سے کیا جواب دیا جا سکتا تھا بطور مثال قادیانیوں کے چند فتوے درج ذیل ہیں:

۱:...... "کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد) کی بیعت میں شامل نہیں ہوتے خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہیں سنا وہ کافر اور دائرۂ اسلام سے خارج ہیں۔"

(آئینہ صداقت ص ۳۵)

۲:...... "جیسے ایک غیر احمدی (مسلمان) کا فرض ہے کہ مسیح موعود (غلام احمد قادیانی) اور اس کے متبعین کو مسلمان نہ سمجھے ایسے ہی ایک احمدی (قادیانی) کا فرض ہے کہ جو مسیح موعود کی بیعت میں نہیں اسے مسلمان نہ سمجھے۔"

(الفاروق ۱۲ جنوری ۱۹۱۶ء)

۳:...... "ہمارا (قادیانیوں کا) فرض ہے کہ ہم غیر احمدیوں کو مسلمان نہ سمجھیں۔"

(انوار خلافت)

۴:...... "ہر وہ شخص جو موسیٰ کو مانتا ہے مگر عیسیٰ کو نہیں مانتا، یا عیسیٰ کو مانتا ہے مگر محمد کو نہیں یا محمد کو مانتا ہے مگر مسیح موعود (مرزا صاحب) کو نہیں مانتا وہ نہ صرف کافر بلکہ پکا کافر اور دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔"

(کلمۃ الفصل ص ۱۱۰)

ان فتوؤں کے جواب میں قادیانیوں کو بار بار سمجھایا گیا کہ ایسے اشتعال انگیز فتوے جاری نہ کریں اور مسلمانوں کو یہودیوں اور عیسائیوں کی طرح غیر مسلم نہ قرار دیں، کیونکہ مسلمان کلمہ گو ہیں، اہل قبلہ ہیں، سیرت رسولؐ پر کما حقہ عامل اور ارکان اسلام کے پابند ہیں، محض مرزا صاحب کو نہ ماننے کی وجہ سے وہ کیونکر غیر مسلم ہو سکتے ہیں؟ اور بار بار اپیل کی گئی کہ ان فتوؤں کا شدید ردعمل آپ لوگوں کے لئے خطرناک ہو سکتا ہے، مگر یہ

ساری اپیلیں اور مسلم اکابرین کی ساری کوششیں بے سود و بے نتیجہ ثابت ہوئیں اور مسلسل ایک صدی کی اشتعال انگیزیوں اور ہٹ دھرمیوں کا طبعی ولازمی رد عمل وہی رونما ہوا جس کا اندیشہ تھا۔

حکومتِ پاکستان کے جاری کردہ آرڈی نینس کو ظلم قرار دینے والے قادیانیوں کا یہ مطالبہ سراسر احمقانہ ہے کہ وہ تو دنیا بھر کے کلمہ گو مسلمانوں کو غیر مسلم کہیں اور پھر ان سے یہ مطالبہ بھی کریں کہ وہ انہیں مسلمان تسلیم کرلیں۔ قادیانیوں کی یہ ہٹ دھرمی ناقابل فہم ہے کہ وہ تو اہل اسلام کو دائرہ اسلام سے خارج کریں اور پھر ان سے خود کو مسلمان منوالیں چنانچہ قادیانیوں کی اسی منطق نے ملک میں فسادات کی آگ بھڑکائی لاکھوں کی املاک ضائع ہوئیں' اور ہر طرف نفرت وتشدد کے شعلے بلند ہوئے۔ بالآخر حکومتِ پاکستان نے اس کا حل یہی ڈھونڈا کہ خود قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا جائے۔ اس آرڈی نینس کے بعد عوام اور خصوصاً اہل اسلام نے امن وچین کا سانس لیا' اور اس طرح یہ فتنہ ہمیشہ کے لئے دبا دیا گیا' مستقبل قریب میں اب اس کے دوبارہ سر اٹھانے کے سارے امکانات ختم ہو چکے ہیں۔ الحمدللہ!

حکومت پاکستان کے اس آرڈی نینس کے بعد قادیانی حضرات اپنے مسلمان ہونے کی سب سے بڑی دلیل یہ دیتے پھر رہے ہیں کہ ہم بھی مسلمانوں کی طرح کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھتے ہیں' اس لئے ہم غیر مسلم نہیں ہو سکتے۔ بعض سادہ لوح مسلمان قادیانیوں کی اس دلیل سے متاثر ہو کر ہمدردی کے جذبات ظاہر بھی کر دیتے ہیں' لیکن حقیقت یہ ہے کہ قادیانیوں کا یہ کلمہ پڑھنا اور اس کا دہرانا سراسر دھوکہ ہے اور یہ صرف دکھانے کے دانت ہیں۔ کلمۃ حق ارید بھا الباطل۔

اس کی تفصیل یہ ہے کہ شریعت اسلامی کی اصطلاح میں اسلام اور کفر میں حدِ فاصل صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان ہے اور تا قیامت اللہ تعالیٰ کا ارادہ ہے کہ اقوام و مذاہب کے امتیازات اور ملتوں اور راستوں کے تمام اختلافات کو مٹا کر ساری دنیا کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے جمع کرے۔ چنانچہ اسی مقصد کے تحت اللہ تعالیٰ نے حضورؐ کو خاتم النبیین کا اعلیٰ ترین منصب عطا فرمایا ہے۔ لہٰذا اب قیامت تک جو شخص بھی خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے کے نیچے آجائے اور کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہؐ کا اقرار کرلے وہ مسلم ہوگا اور جو نہ آئے وہ کافر یا غیر مسلم ہوگا' نہ اس کلمہ میں کوئی کمی بیشی ہو سکتی ہے اور نہ ہی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے کے علاوہ کسی اور کے جھنڈے کو یہ مرتبہ دیا جا سکتا ہے' اہل اسلام کا ایمان ہے کہ قیامت تک صرف محمد رسول اللہ کا جھنڈا رہے گا۔

لیکن قادیانی حضرات کلمہ طیبہ کی اس حیثیت اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس مقام ومرتبہ کے قائل نہیں ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ مسلمان ہونے کے لئے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ' کہنا کافی نہیں ہے' اور نہ وہ شخص مسلمان کہلا سکتا ہے' جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے کے نیچے آجائے وہ ایسا ہی غیر مسلم کا غیر مسلم رہے گا جیسے کوئی شخص حضرت موسیٰ' یا عیسیٰ یا کسی سابقہ نبی کے جھنڈے کے نیچے آجائے' اب محمد رسول اللہ کا جھنڈا باقی نہیں رہا' اس کی جگہ مرزا غلام احمد صاحب کا جھنڈا گاڑا گیا ہے' اب کوئی مسلمان کہلانا چاہے تو اس کے لئے ضروری ہے کہ مرزا صاحب کی نبوت کا اقرار کرلے۔ آج دنیا کی تمام اسلامی حکومتیں اور ایک ارب کے لگ بھگ اہل اسلام چونکہ مرزا صاحب کے جھنڈے کے نیچے جمع نہیں ہوئے ہیں۔ اس لئے وہ کلمہ طیبہ پڑھنے کے باوجود غیر مسلم اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ ایسے ہی غیر مسلم جیسے یہودی یا عیسائی ہیں...... قادیانیوں کے نزدیک چونکہ خلافت کا ماننا بھی جزو اسلام اور شرط ایمان ہے' اس لئے مرزا صاحب کی نبوت پر ایمان لانے کے بعد جب تک ان کے موجودہ خلیفہ مرزا طاہر کو خلیفہ نہ مانا جائے تب تک کوئی شخص مسلمان نہیں ہو سکتا۔ ایسے شخص کو عملاً امت سے خارج کر کے اس کے ساتھ غیر مسلموں جیسا برتاؤ کیا جاتا ہے' اس لحاظ سے قادیانیوں کا حقیقی کلمہ یہ بنتا ہے جسے وہ لوگوں سے پوشیدہ رکھتے ہیں، حتیٰ کہ سادہ لوح اور ناواقف قادیانی بھی اس کا شعور نہیں رکھتے: "لا الا اللہ محمد رسول اللہ غلام احمد نبی اللہ طاہر خلیفۃ اللہ"۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو صرف کلمہ طیبہ "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" کا اقرار کروا کر دنیا کو مسلمان بنایا تھا' اور اسی کلمہ طیبہ کی مدد سے امت محمدیہ کے ہزاروں اولیا' غوث' قطب' ابدال' مجددین اور محدثین اور علماء نے اصلاح وارشاد اور اشاعتِ اسلام کا فریضہ ادا کیا اور کر رہے ہیں' جس کے نتیجہ میں آج دنیا کے گوشہ گوشہ میں اسلام کے جاں نثار وفدائی نظر آتے ہیں' مگر قادیانی حضرات نے کلمہ طیبہ میں اضافہ کر کے اپنے خود ساختہ کلمہ کے نہ ماننے والے دنیا کے ایک ارب اہل اسلام کو غیر مسلم بنا ڈالا' گویا ان کے نزدیک اب دنیا میں صرف چند لاکھ قادیانی ہی مسلمان رہ گئے ہیں اور باقی سب دائرہ اسلام سے خارج۔ یہی وہ اسلام دشمنی اور پردہ امتِ محمدیہ سے غداری ہے جس کا خمیازہ انہیں پاکستان میں بھگتنا پڑ رہا ہے۔

☆☆..........☆☆

قادیانیوں کی تفسیری طبع آزمائیاں

قادیانیوں کے نزدیک تفسیر کے باب میں تین تفاسیر بڑی اہمیت کی حامل ہیں۔ایک خود مرزا غلام احمد کی تفسیر سورۂ فاتحہ' دوسری تفسیر صغیر اور تیسری کبیر' مؤخر الذکر دونوں تفسیریں مرزا محمود کی لکھی ہوئی ہیں۔مرزا صاحب کی تفسیر ایک جلد میں ہے جس کا متن عربی میں ہے اور کسی نامعلوم مرتب نے ساتھ ساتھ اس کا اردو ترجمہ بھی کیا ہے۔قادیانیوں کی نظر میں یہ کتاب ایک معجز کلام کا درجہ رکھتی ہے اور ان کے نزدیک پوری دنیا اس کی نظیر پیش کرنے سے قاصر ہے۔ اب یہ کلام کہاں تک معجز ہے اور اس میں کون سے ایسے اعلیٰ اور ارفع مفاہیم بیان کئے گئے ہیں' اس کا اندازہ آپ درج ذیل مضمون سے بخوبی لگا سکتے ہیں۔

حافظ ہارون الرشید

برطانوی استعمار کے ذہن میں اول روز سے ہی یہ بات جاگزیں تھی کہ جس مسلم قوم سے انہوں نے زمام حکومت چھینی ہے' اس قوم کا نقطۂ اتحاد اس کا دین ہے۔ایک اللہ' ایک رسول' اور ایک کتاب پر غیر متزلزل ایمان نے اس قوم کی صفوں میں وہ اتحاد قائم کیا تھا جس کی نظیر تاریخ میں اور کہیں نہیں ملتی تھی۔ مسلم قوم کا یہ نکتۂ اتحاد برطانوی استعمار کی نظر میں ان کی حکومت کے لئے ایک مستقل اور مضبوط خطرہ تھا' چنانچہ مسلمانوں کے اس ذہنی زور کو توڑنے کے لئے ان کے اندر سے کچھ ایسے افراد کو تلاش کیا گیا جو اسلام کا لبادہ اوڑھ کر اسلام اور مسلمانوں کی جڑوں کو کھوکھلا کر سکیں اور یوں مسلم قوم چھوٹی چھوٹی مذہبی ٹکڑیوں میں بٹ کر اپنا وہ اتحاد کھو دے جو اس کی قوت کا ضامن ہے۔ ایسے ہی افراد میں سے ایک مرزا غلام احمد قادیانی [illegible] کی تحریک قادیانیت اسی غرض کے لئے وجود میں لائی گئی تھی کہ مسلمانوں کی وحدت کو پارہ پارہ کیا جا سکے۔

دوسری جانب تاریخ کے اوراق میں ان فرقوں کے حالات کو دیکھئے جو اسلام کے نام پر معرض وجود میں آئے' ان فرقوں کا وطیرہ یہ رہا ہے کہ وہ اپنے مخصوص عقائد و افکار کو ثابت کرنے کے لئے سارا زور استدلال قرآن پاک پر صرف کیا کرتے تھے۔ معتزلہ' خوارج' کرامیہ اور مرجئہ وغیرہ سے لے کر آج تک جتنے بھی فرقے اسلام کے نام پر بنے' سب نے یہی کیا۔ مسلمہ اصول تفسیر سے ہٹ کر محض اپنی مطلب برآری کے لئے آیات کو کھینچ تان کر اپنے مخصوص عقائد و افکار پر چسپاں کرنے کی کوشش کی۔

بعینہٖ یہی چیز ہمیں قادیانیوں کی تفاسیر میں ملتی ہے۔ مرزا صاحب کے دعوؤں کو ثابت کرنے کے لئے جس طرح آیات قرآنیہ سے استدلالات کئے گئے ہیں اور جس طرح ان کے مفاہیم کو بگاڑا گیا ہے اس سے صاف صاف تکلف اور استدلال کی رکاکت کا اندازہ ہوتا ہے۔ بیشتر مقامات پر مسلمہ اصول تفسیر کی خلاف ورزی تو کیا' عام لغوی قواعد سے بھی انحراف کیا گیا ہے' ذیل میں ان کی تفاسیر کا ایک جائزہ پیش کیا جاتا ہے:

قادیانی تفاسیر کا تعارف:

قادیانیوں کے یہاں تفسیر کے باب میں تین کتابیں بڑی اہمیت کی حامل ہیں۔ایک خود مرزا صاحب کی تفسیر سورۂ فاتحہ' دوسری تفسیر صغیر اور تیسری کبیر' مؤخر الذکر دونوں تفسیریں مرزا صاحب کے صاحبزادے اور ان کے خلیفہ مرزا بشیر الدین محمود کی ہیں۔

تفسیر سورۂ فاتحہ:

مرزا صاحب کی یہ تفسیر ایک ہی جلد میں ہے اور یہ ادارۃ المصنفین ربوہ سے شائع ہوئی ہے۔اس کا متن عربی میں ہے اور کسی نامعلوم مرتب نے ساتھ ساتھ اس کا اردو ترجمہ بھی کیا ہے۔قادیانیوں کی نظر میں یہ کتاب ایک معجز کلام کا درجہ رکھتی ہے اور پوری دنیا اس کی نظیر پیش کرنے سے قاصر ہے۔اب یہ کلام کہاں تک معجز ہے اور اس میں کونسے ایسے اعلیٰ اور ارفع مفاہیم بیان کئے گئے ہیں' اس کا اندازہ آپ درج ذیل مثال سے بخوبی لگا سکتے ہیں۔مرزا صاحب لکھتے ہیں' مرتب نے اس کا ترجمہ یوں کیا ہے:

"اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کا نام احمد رکھا اور اسی طرح مسیح موعود کا بھی یہی نام رکھا اس نے جو قصد کیا تھا اس کی طرف اشارہ فرمائے' اور اللہ تعالیٰ نے سورۂ فاتحہ کے ابتداء میں الحمد لکھا ہے پھر اس سورۃ کے آخر میں بھی الحمد کی طرف اشارہ کیا ہے کیونکہ اس کے آخر میں الضالین کا لفظ ہے اور وہ نصاریٰ ہیں جنہوں نے خدا تعالیٰ کی حمد کرنے سے منہ موڑ لیا اور اس کا حق مخلوق کے ایک فرد کو دے دیا' کیونکہ گمراہی کی

حقیقت یہ ہے کہ اس قابل تعریف ہستی کو جو حمد وثنا کی مستحق ہے چھوڑ دیا جائے جیسا کہ نصاریٰ نے کیا ہے۔انہوں نے اپنے پاس سے ایک اور قابل تعریف معبود بنالیا اور انہوں نے اس کی تعریف میں بڑا مبالغہ کیا ہے'انہوں نے اپنی خواہشات کی پیروی کی اور زندگی کے چشمے سے دور نکل گئے اور اس طرح ہلاک ہوگئے جس طرح ایک راہ گم کردہ شخص بیابان میں ہلاک ہوجاتا ہے اور یہود تو اپنی ابتداء میں ہی ہلاک ہوگئے اور خدائے قہار کے غضب کے مورد بن گئے تھے'نصاریٰ چند قدم چلے پھر گمراہ ہوگئے۔

پس خلاصہ بیان یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دو احمد پیدا کئے'ایک اسلام کے ابتدائی زمانے میں اور ایک آخری زمانے میں اور اللہ تعالیٰ نے اہل عرفان کے لئے سورۂ فاتحہ کے شروع میں اور اس کے آخر میں الحمد کا لفظاً ومعناً تکرار کرکے ان دونوں احمدوں کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔"

ترجمے میں خط کشیدہ الفاظ پر غور کیجئے ان میں اپنے مخصوص دعویٰ مسیح موعود کو ثابت کرنے کے لئے ایسی مضحکہ خیز غلطی کا ارتکاب کیا گیا ہے جسے ایک بچہ بھی سمجھ سکتا ہے۔پہلے مرزا صاحب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اپنے احمد کے نام کے اشتراک کو ذکر کیا ہے اور یہ کہا کہ یہ اشتراک محض کوئی اتفاق نہیں بلکہ ایک خاص مقصد کے لئے ہے'پھر اس اشتراک کو مزید مستحکم کرنے کے لئے لکھتے ہیں کہ:

"اللہ نے سورۂ فاتحہ کی ابتداء میں حمد کا ذکر کیا'پھر سورۃ کے آخر میں بھی اس کی طرف اشارہ فرمادیا۔"

گویا کہنا یہ چاہتے ہیں کہ حمد اور احمد کا مادہ ایک ہے (ح'م'د) اور احمد ہم دو ہیں'ایک شروع میں آیا اور ایک بعد میں' جو شروع میں آتا تھا'اس کی طرف اشارہ لفظ حمد سے سورۂ فاتحہ کے شروع میں کردیا اور جو بعد میں آیا اس کی طرف اشارہ سورۂ فاتحہ کے آخری لفظ الضالین کے ضمن میں آئے مفہوم حمد سے کردیا۔دوسرے الفاظ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اشارہ لفظاً ہے اور مرزا صاحب کی طرف اشارہ معناً ہے۔

عجیب بات یہ ہے کہ چند ہی سطریں آگے چل کر مرزا صاحب بھول جاتے ہیں کہ انہوں نے چند سطریں پہلے کیا کہا تھا۔خط کشیدہ الفاظ میں اپنے اس استدلال کا خلاصہ بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں:

مرتب نے اس کا ترجمہ یوں کیا ہے:

"اللہ تعالیٰ نے دو احمد پیدا کئے'ایک اسلام کے ابتدائی زمانے میں اور ایک آخری زمانے میں اور اللہ تعالیٰ نے اہل عرفان کے لئے سورۂ فاتحہ کے شروع میں اور اس کے آخر میں "الحمد" کا لفظاً ومعناً تکرار کرکے ان دونوں احمدوں کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔

مرزا صاحب نے پہلے یہ کہا تھا کہ ان کی طرف الحمد سے اشارہ معناً ہے جو کہ الضالین کے لفظ سے نکلتا ہے اور وہ اس طرح کہ الضالین سے مراد نصاریٰ ہیں اور نصاریٰ وہ ہیں جنہوں نے اللہ کی حمد سے اعراض کیا تو گویا اس طرح حمد سے میری طرف اشارہ ہوگیا' لیکن آخر میں کہتے ہیں کہ ان کی طرف اشارہ معناً نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے دونوں احمدوں کی طرف لفظ حمد کو مکرر ذکر کرکے اشارہ فرمایا ہے'اب آپ اندازہ کیجئے کہ اس سے بڑی مضحکہ خیز غلطی کیا ہوگی؟ کیونکہ لفظ الحمد سورۂ فاتحہ میں صرف ایک مرتبہ ہی آیا ہے'دوسری مرتبہ اس کا تکرار ہوا ہی نہیں۔یہ بات تو ایک بچہ بھی بتا سکتا ہے کہ الحمد کا لفظ سورۂ فاتحہ میں کتنی دفعہ آیا ہے؟ مرزا صاحب کی عقل پہ پردہ پڑا ہوا تو تھا ہی'مرتب صاحب کو بھی خیال نہ آیا کہ ان کے آقا کیسی فحش غلطی کا ارتکاب کرگئے ہیں'انہوں نے بھی مکھی پہ مکھی مارتے ہوئے ترجمے میں لفظاً ومعناً تکرار کے الفاظ لکھ ڈالے'اب مشکل یہ ہے کہ جب دوسری مرتبہ لفظ الحمد کا اعادہ ہوا ہی نہیں تو پھر مرزا صاحب کی طرف اشارہ کیسے ہوگیا؟ اور جب اشارہ نہیں ہوا تو پھر محض احمد نام کے اشتراک کی وجہ سے مسیح موعود ہونا کیسے ثابت ہوگا؟ رہ گئی الضالین کے لفظ سے حمد کا اشارہ نکالنے والی بات تو یہ ایسے ہی ہے جیسے کوئی شخص آگ بول کر پانی مراد لے یا پانی بول کر آگ۔الضالین کے لفظ سے حمد کا اشارہ اپنی طرف نکالنے میں جس تکلف سے کام لیا گیا وہ بجائے خود اس استدلال کے بودے ہونے کی کافی دلیل ہے۔

الغرض یہ کہ وہ معجز کلام جو قادیانیوں کے ہاں ایک معجزے کا درجہ رکھتا ہے۔سات آیتوں کی سورۂ فاتحہ کی تفسیر میں ۲۰ سے زائد مقامات پر مرزا صاحب نے اپنی نبوت اور مسیح موعود ہونے پر استدلال کیا ہے اور ہر استدلال کے تانے بانے اسی طرح تار عنکبوت سے بنے ہوئے ہیں۔یہ ایک مثال تھی' اس پر آپ باقی "معجزانہ کلام" کو قیاس کرسکتے ہیں:

"قیاس کن زگلستان من بہار مرا"

تفسیر صغیر:

تفسیر صغیر مرزا بشیر الدین محمود کی تصنیف ہے۔یہ انتہائی مختصر ایک مجلد پر مشتمل تفسیر ہے'جس میں آیات کے سامنے ترجمہ اور نیچے فٹ نوٹس کی شکل میں بعض آیات کی مختصر تشریح ہے۔یہ کوئی قابل ذکر

تفسیر نہیں ہے اور نہ ہی قادیانیوں کے ہاں کسی خاص اہمیت کی حامل ہے۔ بعض مقامات پر ترجمہ اور تفسیر اپنے عقائد کے موافق کرنے کی کوشش کی ہے لیکن مختصر ہونے کی وجہ سے زور استدلال نظر نہیں آتا۔ ان کے ہاں اصل اہمیت کی حامل تفسیر 'تفسیر کبیر' ہے جس کا تفصیلی تعارف ذیل میں آ رہا ہے۔

تفسیر کبیر:

تفسیر صغیر کی طرح تفسیر کبیر بھی مرزا بشیر الدین محمود کی تصنیف ہے۔ اس کی دس جلدیں ہیں اور یہ نظارت اشاعت ربوہ سے شائع ہوئی ہے۔ عام لوگ شاید نہیں جانتے کہ یہ قرآن پاک کی نامکمل تفسیر ہے۔ نامکمل بایں معنی کہ مؤلف نے قرآنی ترتیب سے تفسیر نہیں لکھی' بلکہ بیچ میں کوئی وجہ بتائے بغیر کئی کئی سورتیں چھوڑ دیں۔ مثلاً جلد اول اور جلد دوم میں سورۃ فاتحہ اور سورۃ بقرہ کی تفسیر ہے۔ جلد سوم کا آغاز سورۃ یونس سے ہوتا ہے۔ درمیان میں سورۃ آل عمران' نساء' مائدہ' انعام' اعراف' انفال اور سورۃ توبہ سب چھوڑ دی ہیں اور اس طرح جست لگانے کی کوئی وجہ یا حکمت نہیں بتائی' پھر سورۃ یونس سے سورۃ عنکبوت تک کا ایک تسلسل ہے اور یہ تسلسل جلد ہفتم تک چلتا ہے۔ جلد ہشتم ایک لمبے انقطاع کے بعد سورۃ نبا سے شروع ہوتی ہے۔ درمیان میں سورۃ روم سے لے کر سورۃ مرسلات تک تقریباً ۹ پاروں کی تفسیر نہیں ہے۔ آخر وہ کون سی وجوہات تھیں جن کی بنا پر درمیان کی ان سورتوں کی تفسیر نہیں لکھی گئی؟ اس سلسلے میں صاحب تفسیر کچھ بتانے سے گریزاں ہیں' اور نہ ہی قادیانی حضرات اس کی کوئی وجہ بتاتے ہیں۔

تاہم یہ ایک بہت ہی مفصل تفسیر ہے اور مرزا صاحب کی نبوت اور مسیح موعود کے اثبات پر جتنا زور اس تفسیر میں صرف کیا گیا ہے' شاید ہی اتنا قادیانیوں کی کسی اور کتاب میں کیا گیا ہو۔ مؤلف نے اس کا نام بھی امام رازی علیہ الرحمۃ کی تفسیر کے نام پر تفسیر کبیر رکھا ہے' لیکن

"چہ نسبت خاک را با عالم پاک"

کے مصداق فرق دونوں کا واضح ہے۔

ابو الوفاء مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ اس تفسیر کی بابت فرماتے ہیں:

"یہ تفسیر یوں تو ظاہر میں خلیفہ قادیان کے نام سے شائع ہوئی ہے مگر ہمیں پختہ خبر ملی ہے کہ اس میں قادیانی علماء بالخصوص مولوی اسمٰعیل کا ہاتھ زیادہ رہا ہے' کیونکہ خلیفہ قادیان کا اپنا اعتراف ہے کہ قرآن عربی میں ہے اور میں عربی نہیں جانتا۔" (الفضل ۳۱ جنوری ۱۹۳۱ء)

آگے چل کر خلیفہ قادیان کی زبانی لکھتے ہیں:

"میں وہ معارف بیان کروں گا جو مسیح موعود (مرزا صاحب کلاں) نے لکھے ہیں۔" (الفضل قادیان مورخہ ۳۱ جنوری ۱۹۳۱ء)

مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ صاحب کی ان تحریروں کی تصدیق اس تفسیر کے مطالعے سے بخوبی ہو جاتی ہے۔ جس طرح اپنے مخصوص عقائد کو ثابت کرنے کے لئے کلام اللہ کو توڑ مروڑ کر پیش کیا گیا ہے اس سے نہ صرف یہ اندازہ ہوتا ہے کہ مؤلف تفسیر عربی زبان و ادب سے ناآشنا تھے بلکہ مسلمہ اصول تفسیر اور قواعد استدلال کے پاس سے بھی نہیں گزرے تھے' ثبوت کے لئے چند مثالیں پیش کرتا ہوں ان سے بخوبی اندازہ ہو جائے گا۔

اثبات نزول وحی بر مرزا قادیانی:

"والذین یؤمنون بما انزل الیک وما انزل من قبلک وبالآخرۃ ھم یوقنون۔"

اس آیت میں وبالآخرۃ ھم یوقنون کی تفسیر میں مرزا بشیر الدین محمود لکھتے ہیں:

"حل لغات میں بتایا جا چکا ہے کہ الآخرۃ کے معنی بعد میں آنے والی چیز کے ہوتے ہیں' اسی وجہ سے بعد الموت زندگی کو حیات آخرت اور قیام کے دن کو یوم الآخرۃ کہتے ہیں اور اسی وجہ سے انجام کو بھی آخرۃ کہتے ہیں کیونکہ وہ بعد میں ظاہر ہوتا ہے' اب رہا یہ سوال کہ بعد میں آنے والی چیز کیا ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اگر تو اس امر کو دیکھا جائے کہ قرآن کریم میں آخرۃ کا لفظ زیادہ تر کن معنوں میں استعمال ہوا ہے تو اس کے معنی قیامت یا مابعد الموت زندگی کے ہوتے ہیں۔ مثلاً فرمایا گیا: "وما لہ فی الآخرۃ من خلاق" (بقرہ:۲۰۰) یا فرمایا ہے: "بل ادراک علمھم فی الآخرۃ" (نمل:۶۶) پس اگر قرآن کریم میں اس لفظ کے استعمال کی کثرت کو دیکھا جائے تو اس جملے کے یہ معنی ہوں گے کہ یوم آخرت پر ایمان لاتے ہیں (مگر بالعموم ایسے موقع پر خالی آخرۃ کی جگہ یوم الآخرۃ کے الفاظ آتے ہیں) لیکن اگر اس آیت کے مضمون اور اس کے مطالب کو دیکھا جائے تو چونکہ اس جگہ پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وحی پر ایمان لانے کا ذکر ہے پھر آپ سے پہلے جو وحی نازل ہوتی رہی اس پر ایمان لانے کا ذکر ہے اس کے بعد آخرۃ پر یقین رکھنے کا ذکر ہے۔ اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ آخرۃ سے مراد اس جگہ بعد میں آنے والی وحی ہے اور

اس آیت میں تینوں وحیوں پر ایمان لانا متقی کی علامت قرار دیا گیا ہے' اس وحی پر بھی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی اس پر بھی جو آپ سے پہلے نازل ہو چکی تھی اور اس پر بھی جو آپ کے بعد نازل ہوگی۔ سیاق آیت کو مد نظر رکھتے ہوئے یہ معنی زیادہ چسپاں ہوتے ہیں۔"

اس تفسیر سے صاف طور پر عیاں ہوتا ہے کہ کس طرح اپنے مخصوص عقیدے کی خاطر "وبالآخرة هم يوقنون" کے مفہوم کو بگاڑا گیا ہے اور کس طرح قرآن پاک کی مشہور اصطلاح الآخرۃ کے قرآنی مفہوم سے ہٹ کر اس سے آخری وحی مراد لی گئی ہے اور یہ نیا خود ساختہ مفہوم متعین کرنے میں ایسی ایسی غلطیاں کی گئی ہیں کہ جن کے عیاں ہونے سے یہ مفہوم خود بخود ہی باطل ہو جاتا ہے۔

مثلاً بقول مؤلف تفسیر الآخرۃ سے مراد آخری وحی ہے۔ اس لحاظ سے اگر دیکھا جائے تو یہ ایک ترکیب توصیفی ہے' جس کی رو سے الآخرۃ صفت قرار پاتی ہے اور الوحی اس کا موصوف محذوف' اور عربی زبان سے ادنیٰ شغف رکھنے والے حضرات بھی جانتے ہیں کہ موصوف اور صفت توابع میں سے ہیں اور حسب قاعدہ تابع اور متبوع کا کئی چیزوں میں اشتراک ہوتا ہے' مثلاً اعراب میں دونوں ایک جیسے ہوتے ہیں' تعریف اور تنکیر میں ایک جیسے ہوتے ہیں' اسی طرح تذکیر اور تانیث میں بھی ایک جیسے ہوتے ہیں' اگر موصوف مذکر ہو تو صفت بھی مذکر ہوگی اور اگر موصوف مؤنث ہو تو صفت بھی مؤنث ہوگی' لیکن مؤلف تفسیر نے جو شرح فرمائی ہے اس میں تو موصوف (الوحی) مذکر ہے اور صفت (الآخرۃ) مؤنث۔ اگر اللہ رب العزت کی مراد یہاں آخری وحی ہوتی تو موصوف بے شک محذوف ہوتا لیکن صفت تو حسب قاعدہ عربیہ مذکر ہوتی ہے اور وبالآخرة هم يوقنون کی بجائے وبالآخر هم يوقنون ہوتا۔

الیہ مستزاد یہ کہ مؤلف تفسیر فرماتے ہیں کہ:

قرآن میں یہ لفظ زیادہ تر قیامت یا مابعد الموت زندگی کے معنوں میں استعمال ہوا ہے اور ساتھ ہی یہ بھی فرماتے ہیں کہ بالعموم ایسے موقع پر خالی آخرت کی جگہ یوم الآخرة کے الفاظ آتے ہیں۔ مؤلف تفسیر کی یہ وہ غلطی ہے جو چھپائے چھپ نہیں سکتی۔ قرآن پاک میں ایک مرتبہ بھی "يوم الآخرة" کی تعبیر نہیں آئی' الآخرۃ کی طرف "يوم" کا لفظ ایک مرتبہ بھی مضاف نہیں ہوا ہاں البتہ "اليوم الآخر" ضرور آیا ہے' یعنی یہ تعبیر ترکیب اضافی کی شکل میں نہیں بلکہ ترکیب توصیفی کی شکل میں آئی ہے اور کل ۲۶ مقامات پر آئی ہے' جس میں موصوف اور صفت دونوں مذکر آئے ہیں'

پھر آخر کس بنیاد پر مؤلفِ تفسیر نے کہا کہ:

"بالعموم ایسے موقع پر خالی" آخـرة" کی جگہ "يوم الآخرة" کے الفاظ آتے ہیں۔"

جہاں تک قرآن پاک میں لفظ "الآخرۃ" کا تعلق ہے تو یہ لفظ قرآن پاک میں ۱۱۵ مرتبہ آیا ہے۔ ان ۱۱۵ مقامات پر تقریباً ۱۱۰ مقامات پر یہ لفظ پوری صراحت کے ساتھ قیامت کے معنوں میں آیا ہے' دوسرے پانچ مقامات محتمل ہیں جہاں قیامت کے معنی کے ساتھ دوسرے معانی بھی مراد لئے جا سکتے ہیں' لیکن کسی ایک مقام پر بھی اس سے آخری وحی مراد نہیں لی گئی' مؤلفِ تفسیر کی بیان کردہ تفسیر کی تائید میں اگر کوئی ادنیٰ سا قول بھی ہوتا تو وہ ضرور ذکر کرتے جیسا کہ ان کی عادت ہے لیکن نہ تو خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ تفسیر منقول ہے نہ صحابہ کرامؓ سے' نہ تابعین و اتباع تابعین سے ایسا منقول ہے اور نہ ہی بعد کے جلیل القدر مفسرین نے یہ قول کیا ہے تو جس تفسیر کی تائید نہ عربی زبان اور اس کے مسلمہ قواعد کرتے ہوں نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی تائید منقول ہو' اور نہ صحابہ کرامؓ اور جمہور مفسرین سے' تو پھر ایسی تفسیر کی اساس اپنے مخصوص عقائد و افکار کی ناجائز تائید کے علاوہ اور کیا ہو سکتی ہے؟

مثال نمبر۲:

"قال رب فانظرني الى يوم يبعثون ○ قال فانك من المنظرين ○ الى يوم الوقت المعلوم○"

ان کی جو تفسیر مؤلف نے کی ہے' اس سے ایسا محسوس ہو رہا ہے کہ مؤلف نے عقیدۂ آخرت پر بھی ہاتھ صاف کیا ہے' پھر ساتھ ہی ساتھ ترجمے اور تفسیر کا ایک واضح تضاد بھی یہاں دیکھنے کو ملتا ہے۔ آیات کے ترجمے میں آپ لکھتے ہیں:

"اس نے کہا کہ اے میرے رب
پھر تو مجھے ان کے دوبارہ اٹھائے جانے کی
دن تک مہلت دے' فرمایا تو مہلت پانے
والوں میں سے ہے معین وقت آنے کے
دن تک۔"

ان آیات کی تفسیر میں مؤلف نے اس قدر عجیب بھول بھلیاں دکھائی ہیں کہ اپنے ترجمے تک کے خلاف کہہ گئے ہیں۔ یہاں جو يبعثون کا لفظ آیا ہے جس کا مادہ بعث ہے' اس کے معنی مؤلف نے انسان کا نیکوکار ہو جانے کے لئے ہیں' مطلب یہ بتایا ہے کہ انسان کے نیک بننے تک مجھ کو مہلت دے۔ اوپر ترجمے میں دیئے گئے الفاظ: "تو مجھے ان کے دوبارہ اٹھائے جانے کے دن تک مہلت دے" کو ملحوظ رکھ کر مؤلف کی تفسیر سنیئے:

"اس امر کا ثبوت کہ یوم بعث سے

مراد روحانی بعث ہے نہ کہ حشر اجساد یہ ہے کہ اس جگہ موت تک نہیں فرمایا بلکہ یوم بعث تک فرمایا ہے اور یہ ظاہر ہے کہ حقیقی یوم البعث تک موقعہ ملنے کے کوئی معنی نہیں کیونکہ مرنے کے بعد تو عالم امتحان ختم ہو جاتا ہے' یہ تو کسی مذہب کا بھی عقیدہ نہیں کہ مرنے کے بعد بھی شیطان اور ملائکہ لوگوں کو نیکی کی طرف لاتے یا بدی کی تحریک کرتے ہیں' پس اگر یوم بعث سے یہاں حشر اجساد مراد لیا جائے تو یہ آیت قرآنی تعلیم اور عقل سلیم کے مخالف ہو جاتی ہے۔ پس ہر عقلمند یہ ماننے پر مجبور ہوگا کہ یہاں یوم بعث سے مراد روحانی بعث ہے اور مطلب یہ ہے کہ اسی وقت تک شیطان یا شیطانی لوگ کسی کو گمراہ کر سکتے ہیں جب تک اس کا روحانی بعث نہ ہو یا دوسرے لفظوں میں نفس مطمئنہ نہ ملا ہو' جب نفس مطمئنہ مل جائے تو پھر شیطان اور اس کی ذریت اس بندے سے مایوس ہو جاتی ہے۔"

مؤلف نے ترجمے میں: "دوبارہ اٹھائے جانے کے دن تک" لکھا ہے جس سے مراد یقیناً یوم حشر ہے لیکن تفسیر میں اس کی تردید کر دی۔ حالانکہ اللہ پاک نے ایک اور مقام پر سورۂ بنی اسرائیل میں شیطان کے مہلت مانگنے کو ان الفاظ سے تعبیر کیا ہے:

"لئن اخرتن الی یوم القیامة
لاحتنکن ذریته الا قلیلا"

یہاں لفظ یوم القیامة موجود ہے جو یوم یبعثون کی جگہ آیا ہے اور اس کے معنی کو بالکل واضح کر رہا ہے لیکن اس کے برعکس مؤلفِ تفسیر اسی آیت کے ذیل میں اپنی بگاڑی ہوئی تفسیر کی مزید وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"شیطان نے زبان حال سے مطالبہ کیا کہ مجھے اس وقت تک موقع مل جائے جو ان کی ترقی کے لئے مقدر ہے تو میں ان کے منہ میں لگام دے کر جدھر چاہوں گا لئے پھروں گا' اس آیت میں قیامت سے مراد مؤمنوں کی ترقی کا وقت ہے کیونکہ اس وقت کافروں کی قیامت بذریعہ تباہی کے اور مومنوں کی قیامت بذریعہ کامیابی کے آجاتی ہے۔"

مقام افسوس ہے کہ قیامت کا لفظ جو کہ ایک اسلامی اصطلاح ہے اور ایک خاص دن کے لئے مقرر ہے اور جس کو قرآن نے بکثرت یوم الفصل قرار دیا ہے' اس کے مفہوم کو اس طرح بگاڑا گیا ہے' کیا مؤلف سے یہ پوچھا جا سکتا ہے کہ صحابہؓ اور تابعینؒ کے زمانے میں مسلمان ترقی کی معراج پر پہنچ گئے تھے یا نہیں؟ ظاہر ہے کہ یقیناً پہنچ گئے تھے اور اس کا اعتراف خود انہیں بھی ہے' تو پھر ان حضراتؓ کی قیامت قائم ہو گئی تھی؟ اگر ہو گئی تھی تو پھر یوم الفصل بھی اسی زمانے میں قائم ہو چکا ہوگا؟ اگر ہو چکا ہوگا تو یوم الفصل کا نتیجہ جو قرآن پاک نے بیان کیا ہے: "فریق فی الجنة وفریق فی السعیر" بھی واقع ہو گیا ہوگا!!

درحقیقت بات یہ ہے کہ قادیانی جماعت کے بانی مرزا صاحب بہاء اللہ ایرانی سے مستفیض تھے' چنانچہ دونوں کے دعاوی کا تطابق بالکل واضح ہے۔ قیامت کے جو معنی مؤلف نے بیان کئے ہیں وہ بہائیوں سے ماخوذ ہیں۔ بہائیوں کے رسالے پیامبر دہلی ۱۴ ۱۹۴۰ء میں قیامت کا مضمون بکثرت نکلتا رہا' جو اسی طرح کا تھا جیسا کہ مؤلف کہہ گئے۔

☆☆

بقیہ: اسلام کا پانچواں رکن

اور مادی خواہشوں سے خالی ہو کر اور ہر طرح کے نفسانی ولولوں سے اور بہیمی شرارتوں کی زندگی سے لوراء الوریٰ جا کر صرف اس خدائے قدوس کو پیار کرنے کے لئے' اس کی راہ میں دکھ اٹھانے اور مصیبت سہنے کے لئے اور اس بلانے کے لئے جس نے اپنے ایک قدوس دوست کی دعاؤں کو سنا اور قبول کیا' جبکہ نیکی کا گھرانہ آباد کرنے کے لئے اور امن و سلامتی اور حق و عدالت کی بستی بسانے کے لئے اس نے اپنے خدا کو پکارا تھا:

"اے پروردگار! میں نے تیرے محترم گھر کے پاس ایک ایسے بیابان میں جو بالکل بے برگ و گیاہ ہے اپنی نسل لا کر بسائی ہے تاکہ یہ لوگ تیری عبادت کو قائم کریں پس تو ایسا کر کہ انسانوں کے دلوں کو ان کی طرف پھیر دے اور ان کے رزق کا بہتر سامان کر دے۔"

آہ! ذرا تم ان عجیب و غریب حالتوں کا تصور کرو! یہ کون لوگ ہیں اور کس پاک بستی کے بسنے والے ہیں؟ کیا یہ اسی زمین کے فرزند ہیں جو خون اور آگ کی لعنتوں سے بھر گئی اور صرف بربادیوں اور ہلاکتوں ہی کے لئے زندہ رہی؟ کیا یہ اسی آبادی سے نکل کے آئے ہیں جو درندگی اور خونخواری میں درندوں کے بھٹ اور سانپوں کے غاروں سے بھی بدتر ہے اور جہاں ایک انسان دوسرے انسان کو اس طرح چیرتا پھاڑتا ہے کہ آج تک نہ تو سانپوں نے کبھی اس طرح ڈسا اور نہ جنگلی سوروں نے کبھی اس طرح دانت مارے؟

(باقی آئندہ)

قسط نمبر۳

حضرت مولانا قاری محمد عثمان منصور پوری

مرزا قادیانی کے عقائد باطلہ

مذہب اسلام پر ہندوؤں اور عیسائیوں کی جانب سے علمی وثقافتی حملے ہو رہے تھے مسلمانوں میں باہمی فرقہ بندیاں جنگ و جدال کی حدود میں داخل ہو چکی تھیں۔ کچھ جاہلوں نے شریعت کو بازیچہ اطفال بنا رکھا تھا۔ طرح طرح کی پیشگوئیوں اور الہامات کو سن کر مسلمان اپنے دلوں کو تسلی دیا کرتے تھے اور ان کا خیال تھا کہ کوئی مرد خدا غیر معمولی روحانی قوت کے ساتھ نمودار ہو تو اس کے ذریعہ ہی سے مسلمانوں کا یہ انتشار دور ہو سکتا ہے، اس لئے مرزا قادیانی نے ان پروپیگنڈہ احوال کا فائدہ اٹھا کر سب سے پہلے اپنے آپ کو ایک خادم و مبلغ اسلام کی حیثیت سے قوم کے سامنے پیش کیا اور عیسائیوں و ہندو آریوں سے بحث و مباحثہ کا سلسلہ شروع کر دیا اور اخبارات میں مضامین لکھ کر اپنا تعارف کرایا اور دیگر ادیان پر اسلام کی برتری کا اظہار کر کے شائع کرنے کے لئے براہین احمدیہ کی تصنیف کا اعلان کیا، شہرت حاصل ہوتے ہی مرحلہ وار مجدد، مہدی، مسیح موعود، آخر کار نبی ہونے کا دعویٰ کر دیا۔

اس دوران مسلمانوں کے اندر مرزا قادیانی کے خلاف طوفان اٹھا تو اس کے آقا انگریز نے ہر موقع پر اس کی سرپرستی کی، اس کی حفاظت کے ساتھ ساتھ ہر طرح کی سہولت کے سامان اس کے لئے مہیا کئے، مرزا قادیانی نے بھی گورنمنٹ برطانیہ کی حق شناسی خیر خواہی ہمدردی میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا، چنانچہ ایک جگہ تحریر کیا ہے:

"اور میں یقین رکھتا ہوں کہ جیسے جیسے میرے مرید بڑھیں گے ویسے ویسے مسئلہ جہاد کے معتقد کم ہوتے جائیں گے، کیونکہ مجھے مسیح اور مہدی مان لینا ہی مسئلہ جہاد کا انکار کرنا ہے۔"

(مجموعہ اشتہارات ص۱۹ جلد۳)

مرزا قادیانی کی فریب کاری:

ایک طرف مرزا قادیانی بظاہر اسلام اور مسلمانوں کا سچا ہمدرد بن کر گورنمنٹ کے مذہب مسیحیت کی تردید میں لٹریچر شائع کر رہا تھا اور مسیحی پادریوں سے مناظرہ کر رہا تھا، جس سے عام مسلمان یہ سمجھتے تھے کہ مرزا گورنمنٹ کا سخت مخالف ہے، دوسری جانب خود کاشتہ پودا ہونے کی وجہ سے اپنی محسن گورنمنٹ کو اطمینان دلاتا رہتا تھا، چنانچہ ایک جگہ لکھتا ہے:

"اور میں اس بات کا اقراری ہوں کہ جبکہ بعض پادریوں اور عیسائی مشنریوں کی تحریر نہایت سخت ہو گئی...... اور ان مؤلفین نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت نعوذ باللہ ایسے الفاظ استعمال کئے...... تب میں نے بمقابل ایسی کتابوں کے جن میں کمال سختی سے بدزبانی کی گئی تھی چند ایسی کتابیں لکھیں جن میں کسی قدر بالمقابل سختی تھی، اسلام میں جو بہت سے وحشیانہ جوش والے آدمی موجود ہیں ان کے غیظ وغضب کی آگ بجھانے کے لئے یہ طریق کافی ہوگا...... کیونکہ عوض و معاوضہ کے بعد کوئی گلہ باقی نہیں رہتا سو یہ میری پیش بینی کی تدبیر صحیح نکلی۔" (تریاق القلوب در خزائن ص۴۹۰ ج۱۵)

انگریزوں کے مفاد کے لئے کام کرنے والے قادیانی جاسوس:

مرزا غلام احمد قادیانی کی اس تحریک اور اس کی جماعت نے انگریزوں کے لئے بہترین جاسوس پیدا کئے، اس گروہ کے بعض چیدہ اشخاص نے ہندو بیرون ہند میں انگریزی حکومت کی بڑی خدمات کیں اور اس سلسلہ میں جانی قربانی تک سے دریغ نہیں کیا، جیسے عبداللطیف قادیانی، عبدالحلیم قادیانی اور ملا نور علی قادیانی کو ۱۹۲۵ء میں حکومت افغانستان نے اسی لئے قتل کیا کہ یہ لوگ افغانستان میں قادیانیت کی تبلیغ کرتے تھے اور انگریز کا ایجنٹ بن کر افغانیوں کے جذبہ جہاد کو ختم کرنا چاہتے تھے اور حکومت افغانستان کے خلاف سازشیں کرتے تھے۔ (ماخوذ مختصراً از مقالہ حضرت مولانا علی میاں صاحب مندرجہ رسالہ دارالعلوم دیوبند ستمبر۷۴ء ص۴۳)

معمہ حل ہو گیا:

اس تاریخی پس منظر سے یہ معمہ حل ہو جاتا ہے کہ قادیانیت کو نہ صرف ہندوستان بلکہ افریقہ وغیرہ کے

دوسرے ممالک میں اس قدر تیزی سے فروغ کیوں حاصل ہوا کہ جگہ جگہ ان کے مشن کھل گئے اور وہ عیسائی مشنریوں کے طرز پر کام کرنے لگے اس لئے کہ تحریک قادیانیت کا سیاسی محرک حکومت برطانیہ تھی جس کے زیر اقتدار اس وقت غیر منقسم ہندوستان اور بہت سے افریقی ممالک بھی تھے اور جس کی نو آبادیات دنیا کے مختلف حصوں میں پھیلی تھیں اور انگریز فخریہ طور پر کہا کرتے تھے کہ سلطنت برطانیہ میں سورج کبھی غروب نہیں ہوتا، اس لئے سلطنت برطانیہ کی نو آبادیات میں آمد ورفت اور قیام کے لئے قادیانیوں کو ہر قسم کی سہولتیں دی جاتی تھیں جن سے فائدہ اٹھا کر ان لوگوں نے ان نو آبادیات میں اپنے اسکول وہسپتال وغیرہ قائم کر کے اپنے مشنری اڈے پوری طرح مضبوط کر لئے۔ چنانچہ ۲/اگست ۱۹۳۵ء کے خطبہ جمعہ میں مرزا بشیر الدین محمود نے کہا تھا کہ:

”دو غیر ممالک تو ایسے ہیں جن میں خصوصیت سے ہماری جماعت پھیلی ہوئی ہے۔ ایک یونائیٹڈ اسٹیٹس امریکہ میں ۲۵،۳۰ کے قریب جماعتیں ہیں، دوسرا ڈچ انڈیز یعنی سماٹرا اور جاوا۔“

(قادیان سے اسرائیل تک ص ۱۲۳،۱۲۲)

قادیانی جماعت انگریزوں کی ایجنٹ:

آگے چل کر مرزا محمود نے اسی خطبہ میں کہا کہ:

”یہ خیال کہ جماعت احمدیہ (قادیانیہ) انگریزوں کی ایجنٹ ہے لوگوں کے دلوں میں اس قدر راسخ تھا کہ بعض بڑے بڑے سیاسی لیڈروں نے مجھ سے سوال کیا کہ ہم علیحدگی میں آپ سے پوچھتے ہیں کہ یہ صحیح ہے کہ آپ کا انگریزی حکومت سے اس قسم کا تعلق ہے۔ ڈاکٹر سید محمود جو اس وقت کانگریس کے سیکریٹری ہیں ایک دفعہ قادیان آئے اور انہوں نے بتایا کہ پنڈت جواہر لال نہرو یورپ کے سفر سے واپس آئے تو انہوں نے اسٹیشن سے اتر کر جو باتیں سب سے پہلے کیں ان میں سے ایک یہ تھی کہ: میں نے اس سفر یورپ سے یہ سبق حاصل کیا ہے کہ انگریزی حکومت کو ہم کمزور کرنا چاہتے ہیں تو ضروری ہے کہ اس سے پہلے قادیانی جماعت کو کمزور کیا جائے جس کے معنی یہ ہیں کہ ہر شخص کا یہ خیال تھا کہ احمدی (قادیانی) جماعت انگریزوں کی نمائندہ اور انکی ایجنٹ ہے۔“(الفضل قادیان ۹/اگست ۱۹۳۵ء بحوالہ قادیان سے اسرائیل تک ص ۱۲۵،۱۲۶)

لوگوں کے ذہن میں یہ خیال کیوں راسخ تھا کہ قادیانی جماعت انگریزوں کی ایجنٹ ہے؟ اس کی وجہ سمجھنے کے لئے مرزا قادیانی کے جانشین بشیر الدین محمود کا وہ بیان ملاحظہ کریں جو جنگ عظیم ۱۹۳۹ء کے زمانہ کا ہے، اگر ہم اسلام اور قادیانیت (احمدیت) کے نقطۂ نظر سے دیکھیں، غور کریں کہ کس کے جیتنے میں احمدیت کو فائدہ ہے تو اس صورت قادیانیت میں یقیناً یہی نظر آئے گا کہ انگریزوں کی فتح اسلام اور قادیانیت کے لئے مفید ہے:

”حکومت انگریزی کو ایک بہت بڑی مہم درپیش ہے اور ہمارا فرض ہے کہ ہم اس معاملہ میں حکومت کی امداد کریں، کیونکہ اس حکومت کے ساتھ اسلام اور احمدیت (قادیانیت) کی تبلیغ وابستہ ہے، اگر یہ حکومت جاتی رہی تو یہ تمام فوائد بھی ہمارے ہاتھ سے نکل جائیں گے۔“ (اخبار فاروق قادیان ۱۴/اکتوبر ۱۹۳۹ء، قادیان سے اسرائیل تک ص ۱۲۹)

قادیانی جماعت کی جانب سے صیہونیت کی مدد:

یہ بات بھی پایہ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ قادیانی جماعت نے نہ صرف برطانوی سامراج کی کھل کر حمایت کی بلکہ ان کے حلیف یہودی تحریک قومیت، صیہونیت کی بھی بھرپور مدد کی اور دونوں کے راہنماؤں سے گہرے روابط قائم کر رکھے ہیں اس سلسلے میں مولف ”قادیان سے اسرائیل تک“ میں رقم طراز ہیں:

”یہ حقیقت پیش نظر رہے کہ انیسویں صدی کے وسط میں رسل اوتھ بل پاس ہونے کے بعد یہودی برطانیہ کی سیاست پر چھائے جا رہے تھے اور سول سروس میں اعلیٰ عہدے حاصل کر کے برطانوی نو آبادیات میں قدم جما رہے تھے، جدید سیاسی افکار نے یہودی اور عیسائی کے مذہبی امتیازات کو ختم کر دیا تھا ۱۸۸۵ء سے ۱۹۰۲ء تک برطانیہ کے تین وزرائے اعظم سالسبری گلیڈ اسٹون اور روزبری میں سے اول الذکر کٹر یہودی تھا، اور دوسرے دو یہود نوازی اور ترک دشمنی میں اپنی مثال آپ تھے تحریک صیہونیت (۱۸۹۷ء) کی بنیاد رکھ کر تھیوڈر ہرزل نے جب عثمانی حکومت کے قبضہ سے فلسطین کو آزاد کرانے کا اعلان کیا تو برطانیہ نے صیہونی لیڈروں سے مضبوط روابط قائم کر لئے اور ایک مشترکہ سیاسی لائحہ عمل مرتب کرنے کے لئے مذاکرات کا آغاز کیا۔“

(قادیان سے اسرائیل تک ص ۱۸،۱۹)

یہودی ریاست کے قیام میں قادیانیوں کی دلچسپیاں:

”۱۹۴۶ء کے اواخر میں مشرق وسطیٰ اور عالمی سطح پر جو حالات رونما ہوئے، ان کے پس منظر میں قادیانی کردار کا مطالعہ کرنے سے بعض حیرت انگیز انکشافات

ہوتے ہیں اور معلوم ہوتا ہے کہ قادیانی یہودی ریاست کے قیام میں کس درجہ دلچسپی رکھتے تھے، پروگرام کے ابتدائی مرحلے میں مرزا محمود احمد نے لندن مشن میں نئے مبلغ کا تقرر کر کے صیہونیت کے پرانے گماشتے جلال الدین شمس کو مشرق وسطی کے مشن پر روانہ کیا اور سر ظفر اللہ خان کو امریکہ بھجوایا۔" (الفضل قادیان ۸ جولائی ۱۹۴۶ء بحوالہ قادیان سے اسرائیل تک ص ۱۷۸)

"۱۵ جولائی ۱۹۴۶ء کو رائٹر کی اطلاع کے مطابق شمس کی جگہ لندن میں چودھری مشتاق احمد باجوہ کو مبلغ مقرر کیا گیا، ۲۰ جولائی کو شمس کو الوداعی پارٹی دی گئی، جس کی صدارت کے فرائض سر ظفر اللہ خان نے ادا کئے، پارٹی میں برطانوی سول سروس کے سابق افسر اور بعض صیہونیت نواز مدبروں نے شرکت کی جن میں روٹری کلب کے چار یہودی بھی شامل تھے۔" (قادیان سے اسرائیل تک ص ۱۷۸)

مرزا محمود کا تاریخی خواب:

"پھر ۱۹۴۸ء میں یہودی ریاست اسرائیل کے قیام سے تقریباً ایک سال پہلے مرزا محمود نے ایک خواب دیکھا جس میں یہود کو روسی امداد کا یقین دلایا گیا، اس میں آپ نے یہ اشارہ دیا کہ روس اور برطانیہ میں اتفاق رائے ہوجائے گا جس سے عرب ممالک میں تشویش بڑھ جائے گی۔" (الفضل قادیان)

یاد رہے کہ ۱۹۴۸ء میں اسرائیل کے غاصبانہ قیام کے موقع پر الفضل لاہور نے اس رویا کو مرزا محمود کے خدائی مامور اور سچے ملہم ہونے کے ثبوت میں پیش کیا۔ (قادیان سے اسرائیل تک ص ۱۸۲)

خلاصہ یہ ہے کہ قادیانیوں نے روز اول سے آج تک مسلمانوں میں اٹھنے والی ہر اس تحریک کے خلاف سازش کی ہے، جس سے انگریزوں اور یہودیوں کے مفادات کو زک پہنچتی ہو۔

ہندوستان میں انگریزی اقتدار کے زمانہ میں قادیانی جماعت کا سیاسی اثر و رسوخ:

اس کا اجمالی نقشہ مجلس احرار کے رہنما چودھری افضل حق مرحوم نے اپنی مرتب کردہ روداد میں یوں کھینچا ہے:

"انگریزی حکومت کی سب سے زیادہ حمایت قادیان کی جماعت کو حاصل تھی، یہ تائید اتنی زیادہ تھی کہ اکثر سرکاری محکموں میں وہ بہت اثر و رسوخ کے مالک ہو گئے، بعض جگہ تو سارا کا سارا ضلع ان کے اثر و رسوخ میں آ گیا، لوگ حکومت کی تائید حاصل کرنے کے لئے قادیان کی تائید حاصل کرنا ضروری سمجھتے تھے، محکمہ سی آئی ڈی تو الگ رہا، قادیانی مرزائی حکومت کو تفصیلی خبریں پہنچاتے تھے، حکومت وقت کے خلاف آزادی کی ہر آواز کو دبانے کے لئے اس جماعت کے افراد سب سے پیش پیش تھے، اس لئے لوگ قادیانی آواز کو حکومت کی صدائے بازگشت سمجھتے تھے اور بے حد خائف تھے۔ یہ لوگ معمولی ایجی ٹیشنوں کو بڑھا چڑھا کر سرکار کے دربار میں بیان کیا کرتے تھے۔ انتخابات میں حال یہ تھا کہ ہر امیدوار قادیان کی حمایت حاصل کرنا ضروری سمجھتا تھا، جسے یہ تائید حاصل ہوگئی، اسے گویا سرکاری تائید حاصل ہوگئی۔" (تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء ص ۱۸، ۱۹، مولفہ حضرت مولانا اللہ وسایا)

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کے تیسرے امیر اور سربراہ مجاہد ملت حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ فرماتے ہیں کہ:

"پاکستان بننے سے پہلے تو چونکہ مرزائی انگریزی اقتدار کے تا قیامت رہنے کا تصور کئے ہوئے تھے اور انگریز کی امداد سے مسلمانوں کو بزدل کرنے اور جذبہ جہاد ان کے دلوں سے نکالنے کا یقین رکھتے تھے اور انگریز کے اقتدار کو اپنا اقتدار اور مرزا کو سرکار برطانیہ کے لئے تعویذ سمجھے ہوئے تھے، اس لئے حکومت پر قبضہ کا سوال ہی پیدا نہ ہوتا تھا بس انگریزی مقبوضات میں اپنے مذہب کی اشاعت اور انگریز کی مدد سے انگریزی اقتدار کے اندر عہدوں اور اعزازات کی کوشش کافی بھی جاری تھی۔"

انگریز حکومت کے زوال کے بعد قادیانیوں کی سیاسی اقتدار حاصل کرنے کے لئے دوڑ دھوپ:

خلاف توقع جب انگریزی اقتدار کا زوال نظروں کے سامنے آیا تو مرزائی حلقوں نے ایسی ایسی باتیں کہنی اور کرنی شروع ہوئیں جیسے کہ دماغی توازن قائم نہ رہنے کی شکل میں ہوتا ہے، مثلاً کبھی احرار اور لیگ کی رقابت دیکھ کر لیگ کے اندر گھس کر اس کی ہاں میں ہاں ملائی، کبھی جواہر لال نہرو کا استقبال کرنے لگے، کبھی اکھنڈ بھارت کا رویا (الہام) نازل ہونے لگا، کبھی جاتے ہوئے انگریز سے غلط امید کی بنیاد پر انفرادیت اور مستقل یونٹ جتانے کے لئے باؤنڈری کمیشن کے سامنے بے ضرورت اور بلا دعوت حاضر ہونا۔

بہر حال پاکستان بننے کے بعد مرزائیوں کو اپنے کرتوتوں، فتووں اور اینٹی اسلام حرکتوں کا تصور اور دوسری طرف علماء اسلام کی قوت بیداری عمل اور پاکستان میں اسلامی آئین اور اس کے نتائج کا خیال پریشان کر رہا تھا، اس لئے ان کے سامنے تین ہی راستے تھے:

(۱) پہلا راستہ یہ تھا کہ کسی طرح ان کو علیحدہ ریاست مل جائے جس کو وہ بطور قلعہ استعمال کر سکیں۔

(۲) دوسرا راستہ یہ تھا کہ وہ بھارتی حکومت کو خوش رکھیں تا کہ ضرورت پیش آنے پر وہاں منتقل ہو سکیں۔

(۳) تیسرا راستہ یہ تھا کہ وہ پاکستان ہی سے اپنا مستقبل وابستہ کر لیں لیکن یہاں علماء دین اور اسلامی آئین کے خطرات کے پیش نظر مرزائیوں کے اطمینان کے واسطے ایک یہ امر ضروری تھا کہ علماء دین کا وقار ختم کیا جائے جس سے اسلامی آئین کا مطالبہ بھی کمزور ہوگا اور اینٹی قادیانی تحریک بھی بے اثر ہو جائے گی۔ چنانچہ تمام مرزائی اور مرزائی اخبارات علماء دین کے خلاف نفرت پھیلانے کے لئے وقف ہو گئے اور اس میں مرزائی نواز افسروں نے بھی حصہ لیا۔ دوسرا امر یہ ضروری تھا کہ پاکستان میں اتنا سیاسی اقتدار حاصل کر لیا جائے جس کے بعد ہم اطمینان سے اپنی من مانی کارروائی کر سکیں، مرزائیت کا بول بالا ہو اور مسلمانوں کا گلا دبا دیا جائے پھر تمام دنیا میں اصل اسلام یعنی (مرزائیت) کا راج ہو اور پاکستان کے ذریعہ تمام اسلامی ممالک میں قادیانی پیشوائی کی واحد اجارہ داری کا ڈنکا بجایا جائے۔

سیاسی اقتدار کے حصول کی دو شکلیں:

(۱) سیاسی اقتدار کے حصول کی بھی دو شکلیں تھیں: مختلف محکمہ جات اور خاص کر ریل، فوج اور ہوائی جہازوں میں پورا تسلط ہو، مسلمان ملازمت کے لئے مرزائی افسروں کے محتاج ہوں۔

(۲) مرکزی حکومت پر اتنا اثر ہو کہ کسی وقت کوئی تجویز قادیانیوں کے خلاف نہ ہو سکے، بلکہ جس مخالف قادیان فرد یا جماعت کو چاہیں دبا سکیں۔

سیاسی اقتدار کی دونوں شکلوں کو عملی جامہ پہنانے کے لئے مرزائیوں نے خوب کام کیا حتی کہ خلیفہ کو اعلان کرنا پڑا کہ اب بعض اہم محکمہ جات میں بھرتی کی ضرورت نہیں، وہاں کافی تعداد ہو چکی ہے، اب دوسرے محکمہ جات پر زیادہ توجہ کی جائے، اسی طرح حکومت پر اتنے اثرات قائم کئے گئے کہ مرزائی افسر یا وزیر جو چاہیں کریں کوئی باز پرس نہ ہو۔ نہ کوئی جواب طلبی ہو نہ محکمانہ کارروائی ہو، اور نہ عام مرزائیوں کی خلاف قانون حرکات پر نوٹس لینے یا کارروائی کرنے کا سوال پیدا ہو جیسا کہ بہت سی شہادتوں سے ثابت ہے۔

وزیر خارجہ پاکستان سر ظفر اللہ خان قادیانی نے ہزاروں ایکڑ زمین قادیانی دارالخلافہ کے لئے دلوادی:

پہلا راستہ (یعنی علیحدہ قادیانی ریاست کی خواہش) اگرچہ پوری طرح ہموار نہیں ہوا لیکن سر ظفر اللہ خان قادیانی (جو انگریزی سفارشات کے خصوصی دخل کی وجہ سے پاکستان کا وزیر خارجہ بن گیا تھا) اس سے فائدہ اٹھا کر خلیفہ محمود نے انگریز گورنر موڈی سے کہا کہ ''جاتے تو ہو ہمیں مستقل اڈہ بنا کر دے جاؤ ازلی بہی خواہوں کو سہارا دو۔''

چنانچہ قادیانیوں کے آقا و سرپرست انگریز نے اپنے خود کاشتہ پودے کی نگہداشت کا فریضہ انجام دیا اور پنجاب کے گورنر موڈی نے جاتے جاتے قادیانیوں کو ضلع جھنگ میں ہزاروں ایکڑ زمین برائے نام قیمت پر یعنی کوڑیوں کے بھاؤ دے کر مرزائی دارالخلافہ (قادیانی مرکز) کی بنیاد ڈالی۔ جس پر تمام مسلمانوں نے احتجاج بھی کیا۔ مقامی افسروں کو ہدایت کی گئی کہ اس دارالخلافہ میں مرزائیوں کے سوا کوئی مسلمان نہیں رہ سکتا۔

اس طرح تقسیم کے بعد قادیانی فتنہ کا نیا اور وسیع و عریض مرکز قائم ہو گیا جو اپنی جغرافیائی حدود کی وجہ سے خاص اہمیت کا حامل ہے جس کی بنا پر حساس و دور بین حضرات کو خدشات ہیں کیونکہ یہ ''قادیانی

داخلہ جاری ہے
جو جاں مانگو تو جاں دیں گے جو مال مانگو تو مال دیں گے
مگر یہ ہم سے نہ ہو سکے گا نبی کا جاہ و جلال دے دیں
ختم نبوت کالج آف کمپیوٹر سائنسز
لکڑ منڈی سرگودھا
فیس اس قدر کم کہ نہ ہونے کے برابر پاکیزہ ماحول عریانی فحاشی بے حیائی اور دیگر کفریہ عقائد سے محفوظ
CCA, COM, DOM, DCA, DCG کورسز شروع ہیں
دیگر حسب خواہش: 710474
برائے رابطہ: حافظ محمد اکرم طوفانی (پرنسپل آف کالج)

مرکز“ ایک طرف دریائے چناب سے محفوظ ہے، دوسری طرف چھوٹی چھوٹی پہاڑیاں اس کی حفاظت میں مدد دے سکتی ہے، اس طرح نازک وقت میں ان کو اس کی حفاظت آسان ہو جاتی ہے اور اگر ضلع سرگودھا اور جھنگ میں وہ اپنی عوامی طاقت میں معمولی اضافہ کرلیں جو مسلح بھی ہو تو وہاں ایک آزاد اسٹیٹ کا کسی وقت اعلان کر سکتے ہیں۔ (تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء، از ص ۳۵ تا ص ۳۹ انتخاب)

قادیانیوں کے یہی وہ خطرناک سیاسی عزائم تھے جن کو پاکستان بننے کے بعد ہی سے علماء دین اور حساس مسلمانوں نے بھانپ لیا تھا جس کے نتیجہ میں وہاں اولاً ۱۹۵۳ء میں قادیانیوں کے خلاف زبردست تحریک چلی جس میں ایک محتاط اندازے کے مطابق دس ہزار مسلمانوں نے ...... جام شہادت نوش کیا۔ پھر ۱۹۷۴ء میں دوبارہ یہ تحریک چلی اور آخرکار پاکستان کی قومی اسمبلی نے قادیانیوں کے غیر مسلم اقلیت ہونے کا قانون پاس کر دیا اور ۲۶/ اپریل ۱۹۸۴ء میں جنرل ضیاء الحق مرحوم کے زمانہ میں امتناع قادیانیت آرڈی نینس نافذ ہو گیا، جس کے بعد قادیانیوں کو اس امر کی اجازت نہیں ہے کہ اپنے مذہب کو اسلام کے نام سے یاد کریں یا کلمہ طیبہ و دیگر اسلامی شعائر کے الفاظ اپنے مذہبی امور میں استعمال کریں، اس آرڈی نینس کے بعد قادیانیوں کا موجودہ سربراہ مرزا طاہر احمد پاکستان سے لندن فرار ہو گیا اور آج کل اپنے قدیم محسن انگریز کے سایہ عاطفت میں پناہ لئے ہوئے ہے، اور وہیں سے اپنا شیطانی مشن چلا رہا ہے۔ جو لوگ عالم اسلام بالخصوص پاکستانی سیاست کا گہری نظر سے مطالعہ کرتے رہتے ہیں وہ جانتے ہیں کہ: ”انسانی حقوق کی پامالی“ کا رونا رو کر قادیانی آج بھی پاکستان پر انگریز کے اثرات سے فائدہ اٹھا کر نہ صرف یہ کہ اپنی خفت مٹانا چاہتے ہیں بلکہ اپنا سیاسی اقتدار مزید مستحکم کرنا چاہتے ہیں۔

چنانچہ مرزا بشیر محمود نے خطبہ جمعہ میں بیان کیا تھا:

”بچپن سے میرا خیال ہے جس کا میں نے دوستوں سے بارہا ذکر بھی کیا ہے کہ میرے نزدیک احمدیت (قادیانیت) کے پھیلنے کے لئے اگر کوئی مضبوط قلعہ ہے تو مکہ مکرمہ ہے‘ دوسرے درجہ پر پورٹ سعید، اگر کوئی شخص وہاں چلا جائے تو ساری دنیا میں احمدیت (قادیانیت) کو پہنچا سکتا ہے‘ وہاں سے ہر ایک ملک کا جہاز گزرتا ہے، ٹریکٹ تقسیم کئے جائیں‘ اس طرح ایسے ایسے علاقوں میں حضرت صاحب (مرزا غلام احمد قادیانی) کا نام پہنچ جائے جہاں ہم مدتوں نہیں پہنچ سکتے، مگر مکہ مکرمہ سب سے بڑا مقام ہے‘ وہاں کے لوگ ہمارے بہت کام آسکتے ہیں۔“

(خطبہ جمعہ مرزا محمود قادیانی، اخبار الفضل قادیان ۱۴/ جولائی ۱۹۴۱ء، بحوالہ احتساب قادیانیت ۱۴۷)

ABDULLAH SATTAR DINA & SONS JEWELLERS
ASD

عبداللہ ستار ڈینا اینڈ سنز جیولرز
GOLD, SILVER, BUYERS, SELLERS & ORDER SUPPLIERS
SHOP NO. 85, KUNDAN STREET, SARAFA BAZAR, MITHADER, KARACHI. PHONE : 745543

اور ہم نے آسمانوں کو زینت دی ستاروں سے
آسمانوں کی زینت ستارے، خواتین کی زینت زیورات
ستارا جیولرز
Phone: 745080
ایڈریس: صراف بازار میٹھادر کراچی نمبر ۲

اہم یہ نہیں کہ آپ کیا کھاتے ہیں
بلکہ اہم یہ ہے کہ
آپ کتنا ہضم کرتے ہیں
زندہ رہنے کے لیے غذا بنیادی ضرورت سہی لیکن اس سے زیادہ اہم یہ ہے کہ آپ جو کچھ بھی کھاتے ہیں کیا وہ صحیح طور پر ہضم ہو کر جزو بدن بھی ہوتا ہے؟ صحت مند رہنے کے لیے ضروری ہے کہ آپ کا نظام ہضم درست رہے۔
کھانے پینے میں احتیاط سے کام لیجیے۔ زود ہضم اور سادہ غذا کھائیے۔
وقت بے وقت کھانے پینے اور پرخوری سے پرہیز کیجیے۔ اور اگر ہاضمہ خراب ہو جائے تو اس کی اصلاح کے لیے فوری نئی کارمینا استعمال کیجیے۔
ہمدرد کی نئی کارمینا تیزابیت اور گیس کے مریضوں کے لیے بھی بے ضرر اور یکساں مفید ہے۔
خوش ذائقہ نئی کارمینا
معدے کو تقویت دے کر نظام ہضم کی کارکردگی کو بہتر بناتی ہے۔
نئی کارمینا
ہمدرد
مدینۃ الحکمۃ تعلیم، سائنس اور ثقافت کا عالمی منصوبہ

اخبارِ ختمِ نبوت

مرکزی مبلغ مولانا فقیر اللہ صاحب

کا دورہ گوجرانوالہ' سیالکوٹ' نارووال و دیگر اضلاع

گوجرانوالہ (نمائندہ خصوصی) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ مولانا فقیر اللہ اختر نے گوجرانوالہ' سیالکوٹ' نارووال' گجرات اور دیگر اضلاع کا تبلیغی دورہ کیا۔ اس موقع پر انہوں نے مختلف اجتماعات سے خطاب کیا اور علاقہ کے جماعتی احباب سے تبادلہ خیال کیا۔ انہوں نے الفلاح مسجد گوجرانوالہ کینٹ' جامع مسجد فاروقیہ منڈھیالہ وڑائچ' جامع مسجد رحمانیہ محلہ اسلام پورہ' جامع مسجد الرحمٰن فیصل کالونی' جامع مسجد صدیق اکبر ہیلپلز کالونی' جامع مسجد فضل فیروز والا روڈ' جامع مسجد مدنی چوک گھنٹہ گھر' جامع مسجد ختم نبوت ابوبکر ٹاؤن' کھوکھر کی' قاسم ٹاؤن' سید نگری بازار' ماڈل ٹاؤن' عالم چوک' نوشہرہ سانسی اور جلیل ٹاؤن گوجرانوالہ' کی مسجد شکر گڑھ' مسجد ختم نبوت قلعہ کالروالا' مرکزی جامع مسجد ٹنڈالہ' ضلع گجرات کے علاقوں بھدر' مونجن کسانہ اور گجرات شہر کا دورہ کیا اور وہاں پر اجتماعات سے خطاب کیا۔

ختم نبوت ننکانہ صاحب کا خصوصی اجلاس

ننکانہ صاحب (نمائندہ خصوصی) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ننکانہ صاحب کا اجلاس جامع مسجد نور مینار والی ننکانہ صاحب میں ہوا' جس کی صدارت محمد امین بخشی ناظم شہر ننکانہ صاحب نے کی' جبکہ مہمان خصوصی الحاج جلیل الحسن شاہ خطیب جامع مسجد نیاں ننکانہ تھے۔ تلاوت کلام پاک کے بعد نعت رسول مقبولؐ پیش کرنے کی سعادت محمد ذیشان عارف بٹ نے حاصل کی۔ اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے قاری سیف علی خطیب جامع مسجد نور نے ختم نبوت کی اہمیت اور قادیانیوں کے عقائد پر روشنی ڈالی۔ جناب محمد متین خالد نے کہا کہ قادیانیوں کی مثال زخمی سانپ کی سی ہے اور وہ ہر موقع پر اسلام کو ڈسنے کے لئے تیار رہتے ہیں' انہوں نے کہا کہ نیا سال انشاء اللہ قادیانیت کے زوال کا سال ہوگا' انہوں نے مسلمانوں سے کہا کہ وہ قادیانیوں کی ملک دشمن سرگرمیوں پر کڑی نظر رکھیں۔ قاضی جلیل الحسن شاہ نے قادیانیوں کی اسلام دشمن سرگرمیوں پر تفصیلاً روشنی ڈالتے ہوئے مسلمانوں کو مرزا طاہر اور اس کے چیلوں کے تمام منصوبوں کو خاک میں ملانے کی تلقین کی۔

ختم نبوت یوتھ فورس ضلع مانسہرہ کے انتخابات

ختم نبوت یوتھ فورس ضلع مانسہرہ کے انتخابات ۲۶/نومبر کو ختم نبوت یوتھ فورس ضلع مانسہرہ کے ضلعی دفتر میں ہوئے' جس میں مندرجہ ذیل عہدیداران پر بھاری اکثریت سے آئندہ تین سال کے لئے اعتماد کا اظہار کیا گیا:

سرپرست اعلیٰ: حضرت مولانا غلام نبی شاہ صاحب

نائب سرپرست اعلیٰ: حضرت مولانا قاری محمد ارشد صاحب

صدر: عبدالرؤف عرف روفی

نائب صدر: سید بلال حسین شاہ

جنرل سیکریٹری: محمد عابد نعمانی

جوائنٹ سیکریٹری: محمد ارشد

خزانچی: سید بلال حسین شاہ

نائب خزانچی: عدنان سالم خان

سیکریٹری اطلاعات ونشریات: شوکت علی خان

آخر میں تمام حاضرین نے نو منتخب عہدیداران کے لئے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ ان سب کو اپنی ذمہ داریاں بطریق احسن ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اعتذار

ہفت روزہ ختم نبوت جلد: ۲۰ شمارہ: ۳۳ صفحہ ۱۵ پر شائع شدہ مضمون بعنوان: "برطانوی یہودی گٹھ جوڑ" درحقیقت پنجاب انٹیلی جنس کی تقسیم ہندوستان سے قبل کی وہ رپورٹ ہے جس کا مواد انڈیا آفس لائبریری لندن سے حاصل کیا گیا تھا' جس کے ذریعہ یہ واضح کرنا مقصود تھا کہ انگریز اور قادیانی کس طرح اسلام اور مسلمانوں کے خلاف سازشوں اور پروپیگنڈہ میں مصروف رہے ہیں۔ چونکہ سہواً اس کے ساتھ پنجاب انٹیلی جنس رپورٹ کا حوالہ لکھنا رہ گیا تھا' اس لئے اس رپورٹ سے بعض طبقوں کی دل آزاری ہوئی' جس پر ہم معذرت خواہ ہیں۔ اس رپورٹ کو اسی تناظر میں پڑھا جائے جن حالات میں وہ لکھی گئی تھی' شکریہ۔

(ادارہ)

عقیدہ ختم نبوت کی سربلندی تحفظ ناموس رسالت اور فتنہ قادیانیت کے استیصال کے لئے

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ساتھ

تعاون کی اپیل

قربانی کی کھالیں

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

کو دیجئے

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا تعارف :

☆ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملت اسلامیہ کی بین الاقوامی تبلیغی واصلاحی جماعت ہے۔ ☆ یہ جماعت ہر قسم کے سیاسی مناقشات سے علیحدہ ہے۔

☆ تبلیغ اقامت دین خصوصاً عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ اس کا طرۂ امتیاز ہے۔ ☆ اندرون وبیرون ملک ۵۰ دفاتر ومراکز ۱۲ دینی مدارس ہمہ وقت مصروف عمل ہیں۔

☆ لاکھوں روپے کا لٹریچر اردو، عربی، انگریزی اور دنیا کی دیگر زبانوں میں چھاپ کر پوری دنیا میں مفت تقسیم کئے جاتے ہیں۔

☆ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام ہفت روزہ "ختم نبوت" کراچی اور ماہنامہ "لولاک" ملتان سے شائع ہو رہے ہیں۔

☆ چناب نگر (ربوہ) میں مجلس کی سرگرمیاں جاری ہیں اور وہاں دو عالی شان مسجدیں اور دو مدرسے چل رہے ہیں۔

☆ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی دفتر ملتان میں دار المبلغین قائم ہے۔ جہاں علماء کو رد قادیانیت کا کورس کرایا جاتا ہے، مدرسہ اور دار التصنیف بھی مصروف عمل ہیں۔

☆ ملک بھر میں اہل اسلام اور قادیانیوں کے درمیان بہت سے مقدمات قائم ہیں۔ جن کی پیروی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کر رہی ہے۔

☆ ہر سال دنیا بھر میں عالمی مجلس کے مبلغین، تبلیغ اسلام اور تردید قادیانیت کے سلسلے میں دورے پر رہتے ہیں۔

☆ اس سال بھی حسب سابق برطانیہ میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی اور امریکہ میں بھی متعدد کانفرنسیں منعقد کی گئیں۔ ☆ افریقہ کے ایک ملک مالی میں مجلس کے رہنماؤں کی کوششوں سے ۳۰ ہزار قادیانیوں نے اسلام قبول کیا۔

یہ سب : اللہ تبارک وتعالیٰ کی نصرت اور آپ کے تعاون سے ہو رہا ہے۔

اس کام میں : مخیر دوستوں اور دردمندان ختم نبوت سے درخواست ہے کہ وہ قربانی کی کھالیں، زکوٰۃ، صدقات اور عطیات عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو دے کر اس کے بیت المال کو مضبوط کریں ☆ رقوم دیتے وقت مد کی صراحت ضروری ہے تاکہ اسے شرعی طریقہ سے مصرف میں لایا جاسکے۔

اکاؤنٹ نمبر: UBL-3464 حرم گیٹ برانچ ملتان، NBL-7734, PB-310 حسین آگاہی ملتان

اکاؤنٹ نمبر: NBL-300487-9 ایم اے جناح روڈ برانچ، ABL-927-2 بنوری ٹاؤن برانچ کراچی

شیخ المشائخ حضرت مولانا خواجہ خان محمد مدظلہ
امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان

حضرت سید نفیس الحسینی
نائب امیر مرکزیہ

حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری
مرکزی ناظم اعلیٰ

ترسیل زر کے لئے: مرکزی دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان، فون: 514122، Fax:542277

دفتر ختم نبوت، پرانی نمائش، ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: 7780337 - 7780340